Regd. No. P. 67 PHONE : 35

خلافت نمبر

25th, HIJRAT 1351 H. S.

25th, MAY 1972

زرِ اشتراک

سالانہ .... ۱۰ روپے

ممالکِ غیر .... ۲۰ روپے

ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ

ہفت روزہ بدر قادیان

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے دائمی مرکز قادیان کا تبلیغی، تعلیمی اور تربیتی ترجمان

بخرام کہ وقتِ تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں بر منارِ بلند تر محکم افتاد

(الہام حضرت مسیح موعودؑ)

تصویر مبارک حضرت حکیم مولوی نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ

مدیر اعلیٰ
محمد حفیظ بقاپوری
نائب مدیر
خورشید احمد انور

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان۔

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۲۵ ہجرت ۱۳۵۱ ہش

نظامِ خلافت اور مسلمان

دُنیا کی تین ارب آبادی میں مسلمان کروڑوں میں شمار ہوتے ہیں۔ اس عددی کثرت کے ساتھ مسلمان کئی مملکتوں کے مالک ہیں۔ اُن کے پاس دولت کے انبار ہیں۔ ہمہ جہتی پیداوار کے وسائل کی ایسی فراوانی جن کو کام میں لا کر بڑے بڑے کام کر سکتے ہیں۔ اس کے باوجود دُنیا میں جس قدر بے وقعت آج مسلمان ہیں شاید ہی کوئی دوسری قوم ایسی بے وقعت ہوگی۔ ان کی نہ کوئی مؤثر آواز ہے اور نہ کوئی ہیبت۔ دُنیا کی سیاست ان کو اس طرح اِدھر سے اُدھر پھینک رہی ہے جس طرح رستے کا پتھر ہو۔ اس بے وقعتی کی اصل وجہ ان کا انتشار اور تفرقہ ہے۔ دنیا کی باقی قومیں کسی نہ کسی طرح جمع ہو جائیں گی۔ لیکن اگر جمع نہ ہو سکیں گے تو یہ مسلمان ہیں۔ حالانکہ جس قدر مضبوط اور مستحکم بنیاد اجتماع کی مسلمانوں کو حاصل ہے روئے زمین کی کسی دوسری قوم کو حاصل نہیں۔ ایک ہی دین کے سب پابند ہیں۔ ایک ہی رسُولؐ کی سب اُمّت کہلاتے ہیں۔ ایک ہی قرآن ہے جو سب کے لئے یکساں ضابطہ حیات ہے۔ لیکن اسلامی ریاستوں کی باہمی رقابتیں، آپس کی [illegible]بیاں، انواع و اقسام کے معمولی تنازعات و اختلافات ایک کو دوسرے سے جُدا رکھ رہے ہیں۔

مانا کہ مسلمانوں نے بگڑ جانے کے سبب خدا کو چھوڑ دیا۔ مگر کیا خدا نے بھی مسلمانوں کو چھوڑ دیا ہے؟ خدا کے پسندیدہ دین کے نام لیوا ہوتے ہوئے آج یہ اس قدر ذلیل اور بے وقعت کیوں ہو گئے۔ اس کے برعکس مغضوب یہودی قوم آج اچھی خاصی سلطنت کی مالک ہو گئی ہے۔ نہ صرف یہ بلکہ اس کی چھوٹی سی مملکت اسرائیل مشرق وسطیٰ کی بڑی بڑی اسلامی حکومتوں کو آنکھیں دکھا رہی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ خدا نے مسلمانوں کو نہیں چھوڑا۔ بلکہ مسلمانوں کے خدا کو چھوڑ دینے کی وقتی سزا مل رہی ہے۔ وہ ہیئت جامعہ جو روئے زمین کے تمام مسلمانوں کو ایک ہی شیرازے میں باندھ سکتی تھی اس سے مسلمانوں نے روگردانی کر لی۔ اور اب اس کا خمیازہ بھگت رہے ہیں۔

رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم صاف لفظوں میں فرما چکے تھے کہ امام مہدی اور مسیح موعود آئیں گے۔ ان کے ذریعہ اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے سامان ہوں گے۔ ساتھ ہی تاکید فرمایا کہ جب وہ مبارک وجود ظاہر ہو تو خواہ برف کے پہاڑوں پر سے گھٹنوں کے بل سفر کر کے جانا پڑے تم اس کے پاس جانا اور میرا سلام پہنچانا۔ نیز خبر دی کہ اس مبارک وجود کے ذریعہ ہی ثریا پر گیا ہوا ایمان دوبارہ لایا جائے گا۔ اسی سے وابستہ ہونے سے دلوں کو سچے ایمانی نور سے منور کیا جا سکے گا۔

چنانچہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی وہ سب علامات پوری ہو گئیں جو امام مہدی کے ظہور کے لئے بطور ثبوت تھیں خدائی وعدہ کے مطابق قادیان کی سرزمین میں حضرت امام مہدی ظہور فرما ہو گئے۔ مگر افسوس علماء نے ان کی شناخت نہ کی۔ دنیا کے عام طریق کے مطابق ان کے دعوے کو ٹھکرا دیا۔ اور اپنے زیر اثر مسلمانوں کو کسی اور وقت میں ظاہر ہونے والے مہدی کی امیدیں دلاتے رہے۔ مگر اب تک جو چودھویں صدی کے ۹۱ سال بھی بیت چکے اس عرصہ میں دنیا کے اندر بڑے بڑے انقلاب آ گئے مگر علماء کا منتظر امام مہدی نہ آیا۔ تب علماء نے کروٹ بدلی اور کہنے لگے "امام مہدی نہ آنا تھے نہ آئے!!" مگر یہ سب یاس و قنوط کی باتیں ہیں یا سچے امام مہدی کے دعوے کو قبول نہ کرنے کے بہانے۔ امت مرحومہ کی اصلاح کے لئے نام کے علماء مایوس ہوتے ہیں تو ہوتے رہیں۔ ان مردم کی مایوسی اسلام کے روشن اور تابناک دن کو طلوع ہونے سے روک نہیں سکتی۔ نہ ان کا انکار خدا کی تقدیر کو بدل سکتا ہے۔

یہی علماء جو اپنے دیار العلوم میں سالہا سال سے اپنے شاگردوں کو حدیث شریف کا درس دیتے آ رہے ہیں۔ اُنہی احادیث میں ایک حدیث یہ بھی ہے جو مشکوٰۃ جیسی متداول کتاب میں اس طرح آئی ہے:-

عن النعمان بن بشیر عن حذیفۃ رضی اللّٰہ عنہ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم تکون النبوۃ فیکم ما شاء اللّٰہ ان تکون ثم یرفعھا اللّٰہ تعالیٰ ثم تکون خلافۃ علیٰ منھاج النبوۃ ما شاء اللّٰہ ان تکون ثم یرفعھا اللّٰہ تعالیٰ ثم تکون مُلکًا عاضًّا فیکون ما شاء اللّٰہ ان یکون ثم یرفعھا اللّٰہ ثم تکون مُلکًا جبریۃ فیکون ما شاء اللّٰہ ان یکون ثم یرفعھا اللّٰہ تعالیٰ ثم تکون خلافۃ علیٰ منھاج النبوۃ ثم سکت۔ (مشکوٰۃ)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق اس حدیث میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلّم نے اپنی وفات کے بعد یکے بعد دیگرے آنے والے چار عظیم الشان انقلابی ادوار کا ذکر فرمایا ہے یعنی حضورؐ کی وفات کے بعد خلافت علیٰ منہاجِ نبوت کا قیام جس کا آغاز حضرت ابوبکرؓ کی خلافت سے ہوا۔ اور حضرت علیؓ کی شہادت کے ساتھ [illegible] دَور کی شروعات نے جگہ لے لی جسے زبانِ نبوی نے ملک عاض سے تعبیر فرمایا۔ اس کے بعد ملک جبریہ یعنی ظالم حکومتوں کا دَور۔ اس کے تمام ہو جانے کے بعد چوتھے نمبر پر فرمایا کہ پھر خلافت علیٰ منہاجِ نبوت کا قیام ہوگا۔

اس حدیث کے ساتھ علماء حضرات مسلم شریف کی وہ حدیث بھی اپنے شاگردوں کو پڑھاتے ہی ہوں گے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آنے والے مسیح موعود کو چار بار نبیّ اللہ کے نام سے پکارا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ علماء کو سُوجھ بُوجھ دیتا تو ان کے لئے خلافت علیٰ منہاج النبوت کو سمجھ لینا چنداں مشکل نہ تھا۔ جب ایک طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہی نقشِ قدم پر آنے والے امام مہدی اور مسیح موعود کو نبی کے نام سے پکارا اور دوسری طرف ٹھیک وقت پر آنے والے مقدس وجود نے خدا تعالیٰ سے نبی ہونے کا لقب پایا اور صاف لفظوں میں اس امر کا اقرار کیا کہ اگر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت نہ ہوتا تو کبھی بھی اس نعمت سے نوازا نہ جاتا۔ یہ سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوّت کا فیضان ہے کہ آپؐ کا ایک اُمتی مقامِ نبوّت پر فائز ہوا۔ اور وہ نبوت بھی حضورؐ کی غلامی اور آپؐ کی متابعت میں ملی۔ اس طرح پر جب حضرت امام مہدی اپنے اُس فرضِ منصبی کو بطریقِ احسن پورا کر چکے اور خدا تعالیٰ نے آپؑ کو اپنے الہام کے ذریعہ وقتِ موعود کی خبر دی تو آپؑ نے اپنی جماعت کو ایک اہم وصیت فرمائی جسے اپنی وفات سے ۲½ سال قبل رسالہ "الوصیّت" میں درج فرمایا۔ اس میں حضورؑ نے اپنی وفات کے بعد خلافت کے قائم ہو جانے کی خبر دیتے ہوئے اپنی جماعت کو خلافت سے وابستہ رہنے کی تاکید فرمائی۔ (اسی پرچہ میں دوسری جگہ الوصیّت کا مکمل حوالہ ملاحظہ ہو)

حضور علیہ السلام کا وصال ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو بمقام لاہور ہوا۔ تجہیز و تکفین کے بعد حضورؑ کا جنازہ قادیان لایا گیا۔ اور اگلے روز بتاریخ ۲۷ مئی حضور انور کے جسدِ اطہر کو سپردِ خاک کرنے سے قبل حاضر الوقت تمام احمدی احباب نے بالاتفاق حضرت حاجی مولانا نور الدین صاحب رضی اللہ عنہ کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے خلیفہ اور جانشین کے طور پر اپنے لئے روحانی آقا اور سردار منتخب کر کے آپ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

یہ تھا جماعتِ احمدیہ کا پہلا اجماع جو حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی وفات کے معاً بعد عمل میں آیا۔ جس میں کسی ایک فرد کو بھی نہ اختلاف کرنے کی جرأت ہوئی اور نہ ہی یہ اختلاف کا موقعہ تھا۔ سب کے دل صاف تھے۔ اور سب کے دماغوں میں اپنے محبوب کی وصیّت کے الفاظ اچھی طرح محفوظ تھے اور سب کے سب آپؑ کی وصایا مندرجہ رسالہ الوصیّت کو دل و جان سے عملی جامہ پہنانا چاہتے تھے۔

جماعت کے اس عظیم الشان تاریخی فیصلہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تیرہ سو سال پہلے کی وہ پیشگوئی بھی نہایت صفائی سے پوری ہو گئی کہ امتِ مسلمہ میں پھر سے خلافت علیٰ منہاج النبوت کا قیام عمل میں آئے گا۔

اس جگہ ایک اور پُرلطف بات خاص طور پر یاد رکھنے کی یہ ہے کہ مذکورۃ الصدر حدیث نبوی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نبوت کا ذکر فرمانے کے بعد ثم یرفعھا اللّٰہ کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔ اس کے بعد ہر بڑے انقلاب کے خاتمہ کو "ثم یرفعھا اللّٰہ تعالیٰ" کے الفاظ سے یاد فرمایا ہے لیکن عجیب تر پُرلطف بات یہ ہے کہ آخری موقعہ پر جب حضورؐ نے "ثم تکون خلافۃ علیٰ منھاج النبوۃ" فرمایا تو اس کے بعد "ثم یرفعھا اللّٰہ تعالیٰ" کے الفاظ کی بجائے راوی کہتے ہیں "ثم سکت" پھر حضورؐ نے سکوت فرمایا۔ حضورؐ کا پہلے الفاظ کی بجائے اس موقعہ پر سکوت فرمانا بے معنی نہیں۔ بلکہ وہی بات ہے جسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی فرزندِ جلیل امام مہدی علیہ السلام نے رسالہ الوصیّت میں اپنی جماعت کو تسلی دیتے ہوئے ان الفاظ میں ظاہر فرمایا ہے:-

"اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی (یعنی حضورؑ کی وفات کی بات۔ ناقل) غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں۔ کیونکہ تمہارے لئے دُوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے۔ اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آ سکتی جب تک میں نہ جاؤں لیکن جب میں جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا۔ جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔"

ایک طرف آقا و مطاع کا سکوت۔ دوسری طرف غلام اور رُوحانی فرزندِ جلیل کی یہ وضاحت بتاتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سکوت اس امر کی طرف واضح اشارہ تھا کہ امام مہدی کے بعد جس خلافت کا اجراء ہوگا وہ منقطع نہیں ہوگی۔ بلکہ اس کا سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔

الغرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت کے مطابق نہ صرف یہ کہ اس زمانہ میں عین ضرورت کے وقت امام مہدی ظہور فرما ہوئے بلکہ آپؑ کے بعد خلافت علیٰ منہاج النبوت کا اجراء بھی ہوا۔ یہ وہ ہیئت جامعہ ہے جس کے ذریعہ قدرت حق نے روئے زمین کے مسلمانوں کو ایک ہاتھ پر جمع ہو جانے کے سامان کئے۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ امام مہدی کے ظہور فرما ہوتے ہی مسلمان جوق در جوق آپؑ کے جھنڈے تلے جمع ہو جاتے اور حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق حضورؐ کا سلام انہیں پہنچاتے تب دنیا کا نقشہ کچھ اور ہی ہوتا۔ جو موجودہ صورتِ حال سے یقیناً مختلف ہوتا۔

(باقی دیکھئے صفحہ ۱۶ پر)

ملفوظات

میں خدا کی ایک مجسّم قدرت ہوں

اور

میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہونگے

ارشاد سیدنا عالیہ حضرت اقدس مسیح پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام

"یہ خدا تعالےٰ کی سُنّت ہے اور جب سے کہ اس نے انسان کو زمین میں پیدا کیا ہمیشہ اس سُنّت کو ظاہر کرتا رہا ہے کہ وہ اپنے نبیوں اور رسُولوں کی مدد کرتا ہے اور ان کو غلبہ دیتا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ ٭ اور غلبہ سے مراد یہ ہے کہ جیسا کہ نبیوں اور رسولوں کا یہ منشاء ہوتا ہے کہ خدا کی حجت زمین پر پُوری ہو جائے اور اس کا مقابلہ کوئی نہ کر سکے۔ اسی طرح خدا تعالیٰ قوی نشانوں کے ساتھ اُن کی سچائی ظاہر کر دیتا ہے اور جس راستبازی کو وہ دُنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں اس کی تخم ریزی انہی کے ہاتھ سے کر دیتا ہے لیکن اس کی پوری تکمیل ان کے ہاتھ سے نہیں کرتا بلکہ ایسے وقت میں اُن کو وفات دیکر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے مخالفوں کو ہنسی اور ٹھٹھے اور طعن اور تشنیع کا موقعہ دیتا ہے اور جب وہ ہنسی ٹھٹھا کر چکتے ہیں تو پھر ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن کے ذریعہ سے وہ مقاصد جو کسی قدر ناتمام رہ گئے تھے اپنے کمال کو پہنچتے ہیں۔ غرض دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے (۱) اوّل خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے۔ (۲) دُوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے اور دشمن زور میں آجاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائیگی اور خود جماعت کے لوگ بھی تردّد میں پڑ جاتے ہیں اور اُن کی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں اور کئی بدقسمت مرتد ہونے کی راہیں اختیار کر لیتے ہیں تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے۔ پس وہ جو اخیر تک صبر کرتا ہے خدا تعالیٰ کے اس معجزہ کو دیکھتا ہے جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے وقت میں ہوا جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی۔ اور بہت سے بادیہ نشین نادان مرتد ہو گئے اور صحابہؓ بھی مارے غم کے دیوانہ کی طرح ہو گئے تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا اور اس کو نابود ہوتے ہوتے تھام لیا۔ اور اس وعدہ کو پورا کیا جو فرمایا تھا وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ دِیْنَھُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَھُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّھُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِھِمْ اَمْنًا۔ یعنی خوف کے بعد پھر ہم ان کے پیر جما دیں گے۔ ایسا ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت میں ہوا جب کہ حضرت موسیٰؑ مصر اور کنعان کی راہ میں پہلے اس سے جو بنی اسرائیل کو وعدہ کے موافق منزلِ مقصود تک پہنچاویں فوت ہو گئے اور بنی اسرائیل میں ان کے مرنے سے ایک بڑا ماتم برپا ہوا جیسا کہ توریت میں لکھا ہے کہ بنی اسرائیل اس بے وقت موت کے صدمہ سے اور حضرت موسیٰؑ کی ناگہانی جدائی سے چالیس دن تک روتے رہے ایسا ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ معاملہ ہوا اور صلیب کے واقعہ کے وقت تمام حواری تتر بتر ہو گئے اور ایک اُن میں سے مرتد بھی ہو گیا۔

سو اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سُنّت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلاوے سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالےٰ اپنی قدیم سُنّت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دِل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دُوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں۔ لیکن میں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دیگا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہیگی جیسا کہ خدا کا براہین احمدیہ میں وعدہ ہے اور وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں ہے بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے۔ جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ میں اس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دوں گا۔ سو ضرور ہے کہ تم پر میری جدائی کا دن آوے تا بعد اس کے وہ دن آوے جو دائمی وعدہ کا دِن ہے وہ ہمارا خدا وعدوں کا سچّا اور وفادار اور صادق خدا ہے وہ سب کچھ تمہیں دکھائیگا جس کا اس نے وعدہ فرمایا۔ اگرچہ یہ دن دُنیا کے آخری دن ہیں اور بہت بلائیں ہیں جن کے نزول کا وقت ہے۔ پر ضرور ہے کہ یہ دُنیا قائم رہے جب تک وہ تمام باتیں پوری نہ ہو جائیں جن کی خدا نے خبر دی۔ میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور میں خدا کی ایک مجسّم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے۔ سو تم خدا کی قدرت ثانی کے انتظار میں اکٹھے ہو کر دُعا کرتے رہو اور چاہیئے کہ ہر ایک صالحین کی جماعت ہر ایک ملک میں اکٹھے ہو کر دُعا میں لگے رہیں تا دوسری قدرت آسمان سے نازل ہو اور تمہیں دکھاوے کہ تمہارا خدا ایسا قادر خدا ہے۔ اپنی موت کو قریب سمجھو۔ تم نہیں جانتے کہ کس وقت وہ گھڑی آجائیگی"۔

(الوصیّۃ صفحہ ۶ تا ۸)

٭ (ترجمہ) خدا نے لکھ رکھا ہے کہ وہ اور اس کے نبی غالب رہیں گے۔ منہ

کلماتِ طیّبات

نعمتِ خلافت

سے متعلّق

حضرتِ اقدس خلیفۃ المسیح اوّل رضؓ کے رُوح پرور ارشادات

(۱)

"سُنو! میرے دِل میں کبھی یہ غرض نہ تھی کہ مَیں خلیفہ بنتا۔ مَیں جب مرزا صاحبؑ کا مرید نہ تھا تب بھی میرا یہی لباس تھا۔ مَیں اُمراء کے پاس گیا اور معزّز حیثیت میں گیا مگر تب بھی یہی لباس تھا۔ مُرید ہو کر بھی اسی حالت میں رہا۔ مرزا صاحب کی وفات کے بعد جو کچھ کیا خدا تعالےٰ نے کیا۔ میرے وہم وخیال میں بھی یہ بات نہ تھی۔ مگر اللہ تعالیٰ کی مشیّت نے چاہا اور اپنے مصالح سے چاہا۔ مجھے تمہارا امام اور خلیفہ بنا دیا۔ اور جو تمہارے خیال میں حقدار تھے، اُن کو بھی میرے سامنے جُھکا دیا۔ اب تم اعتراض کرنے والے کون ہو۔ اگر اعتراض ہے تو جاؤ خدا پر اعتراض کرو۔ مگر اِس گستاخی اور بے ادبی کے وبال سے بھی آگاہ رہو۔

مَیں کسی کا خوشامدی نہیں۔ مجھے کسی کے سلام کی بھی ضرورت نہیں اور نہ میں تمہاری نذر اور پرورش کا محتاج ہُوں۔ اور خدا کی پناہ چاہتا ہوں کہ ایسا وہم بھی میرے دِل میں گذرے۔ اللہ تعالیٰ نے مخفی در مخفی خزانہ مجھے دیا۔ کوئی انسان اور بندہ اس سے واقف نہیں۔ میری بیوی، میرے بچے تم میں سے کسی کے محتاج نہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ ان کا کفیل ہے۔ تم کسی کی کیا کفالت کروگے۔ وَ اللّٰہُ الْغَنِیُّ وَ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ۔ جو سُنتا ہے وہ سُن لے اور خوب سُن لے، اور جو نہیں سُنتا اس کو سُننے والے پہنچا دیں کہ ..... اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے جس کو حقدار سمجھا خلیفہ بنا دیا۔ جو اس کی مخالفت کرتا ہے وہ جھوٹا اور فاسق ہے۔ فرشتے بن کر اطاعت و فرمانبرداری اختیار کرو۔ ابلیس نہ بنو۔"

اخبار بدر ۱۴ر جولائی ۱۹۱۲ء

(۲)

"حضرت صاحب کی تصنیف میں معرفت کا ایک نکتہ ہے وہ مَیں تمہیں کھول کر سُناتا ہوں۔ جس کو خلیفہ بنانا تھا اس کا معاملہ تو خدا کے سپرد کر دیا اور ادھر چودہ اشخاص کو فرمایا کہ تم بحیثیت مجموعی خلیفۃ المسیح ہو۔ تمہارا فیصلہ قطعی فیصلہ ہے۔ اور گورنمنٹ کے نزدیک بھی وہی قطعی ہے۔ پھر ان چودہ کے چودہ کو باندھ کر ایک شخص کے ہاتھ پر بیعت کرا دی کہ اسے اپنا خلیفہ مانو اور اس طرح تمہیں اکٹھا کر دیا۔ پھر نہ صرف چودہ کا بلکہ تمام قوم کا میری خلافت پر اجماع ہو گیا۔ اب جو اجماع کا خلاف کرنے والا ہے وہ خدا کا مخالف ہے چنانچہ فرماتا ہے وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ نُوَلِّہٖ مَا تَوَلّٰی وَنُصْلِہٖ جَھَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِیْرًا ۝ مَیں نے الوصیّت کو خوب پڑھا ہے واقعی چودہ آدمیوں کو خلیفۃ المسیح قرار دیا ہے اور ان کی کثرتِ رائے کے فیصلہ کو قطعی فرمایا۔ اب دیکھو کہ ان ہی متقیوں نے (جن کو حضرت صاحب نے اپنی خلافت کیلئے منتخب فرمایا) اپنی تقویٰ کی رائے سے اپنی اجماعی رائے سے ایک شخص کو اپنا خلیفہ اور امیر مقرر کیا اور پھر نہ صرف خود بلکہ ہزارہا ہزار لوگوں کو اس کشتی پر چڑھایا جس پر خود سوار ہوئے۔ تو کیا خدا تعالیٰ ساری قوم کا بیڑا غرق کر دیگا۔ ہرگز نہیں پس تم کان کھول کر سُنو۔ اگر اب اس معاہدہ کے خلاف کروگے تو اَعْقَبَھُمْ نِفَاقًا فِیْ قُلُوْبِھِمْ کے مصداق بنوگے۔ مَیں نے تمہیں یہ کیوں سُنایا اسلئے کہ تم میں بعض نافہم ہیں جو بار بار کمزوریاں دکھاتے ہیں۔ مَیں نہیں سمجھتا کہ وہ مجھ سے بڑھ کر جانتے ہیں۔

خدا نے جس کام پر مجھے مقرر کیا ہے مَیں بڑے زور سے خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اب مَیں اس کرتے کو ہرگز نہیں اتار سکتا۔ اگر سارا جہان بھی اور تم بھی میرے مخالف ہو جاؤ تو مَیں تمہاری بالکل پرواہ نہیں کرتا۔ اور نہ کروں گا۔ خدا کے مامور کا وعدہ ہے اور اس کا مشاہدہ ہے کہ وہ اس جماعت کو ہرگز ضائع نہیں کرے گا۔ اس کے عجائبات قدرت بہت عجیب ہیں اور اس کی نظر بہت وسیع ہے۔ تم معاہدہ کا حق پُورا کرو پھر دیکھو کس قدر ترقی کرتے ہو اور کیسے کامیاب ہوتے ہو۔"

(اخبار بدر ۲۱ر اکتوبر ۱۹۰۹ء صا کالم ۱)

(۳)

"مجھے خدا نے خلیفہ بنا دیا ہے۔ اب نہ تمہارے کہنے سے معزول ہو سکتا ہوں اور نہ کسی میں طاقت ہے کہ وہ معزول کرے ..... دیکھو میری دُعائیں عرش میں بھی سُنی جاتی ہیں۔ میرا مولا میرے کام میری دُعا سے بھی پہلے کر دیتا ہے۔ میرے ساتھ لڑائی کرنا خدا سے لڑائی کرنا ہے ..... جو حضرت صاحب کے فیصلہ کے خلاف کرتا ہے وہ احمدی نہیں۔ جن پر حضرت صاحب نے گفتگو نہیں کی ان پر بولنے کا تمہیں خود کوئی حق نہیں جب تک ہمارے دربار سے تم کو اجازت نہ ملے۔ پس جب تک خلیفہ نہیں بولتا یا خلیفہ کا خلیفہ دنیا میں نہیں آتا ان پر رائے زنی نہ کرو۔"

(بدر ۱۱ر جولائی ۱۹۱۲ء)

(۴)

"یہ رفض کا شبہ ہے جو خلافت کی بحث تم چھیڑتے ہو۔ یہ تو خدا سے شکوہ کرنا چاہیئے کہ بھیرہ کا رہنے والا خلیفہ ہو گیا کوئی کہتا ہے خلیفہ کرتا ہی کیا ہے؟ لڑکوں کو پڑھاتا ہے ..... کوئی کہتا ہے کتابوں کا عشق ہے اسی میں مبتلا رہتا ہے ہزار نالائقیاں مجھ پر تھوپو۔ مجھ پر نہیں یہ خدا پر لگیں گی جس نے مجھے خلیفہ بنایا۔" (اخبار بدر ۱۱ر جولائی ۱۹۱۲ء صہ کالم ۳)

(۵)

"جب خلیفہ بنانا اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے تو کسی اور کی کیا طاقت ہے کہ اس کے کام میں روک ڈالے ..... خلافت کیسری کی دوکان کا سوڈا واٹر نہیں۔ تم اس بکھیڑے سے کچھ فائدہ نہیں اُٹھا سکتے، نہ تم کو کسی نے خلیفہ بنانا ہے اور نہ میری زندگی میں کوئی اور بن سکتا ہے۔ مَیں جب مر جاؤں گا تو پھر وہی کھڑا ہو گا جس کو خدا چاہے گا۔ اور خدا اُس کو آپ کھڑا کر دے گا۔"

(بدر ۱۱ر جولائی ۱۹۱۲ء)

(۶)

"جس کو خدا تعالیٰ نے چاہا خلیفہ بنا دیا۔ اور تمہاری گردنیں اس کے سامنے جُھکا دیں۔ خدا تعالیٰ کے اس فعل کے بعد بھی تم اس پر اعتراض کرو تو سخت حماقت ہے۔

مَیں نے تمہیں بارہا کہا ہے اور قرآنِ مجید سے دکھایا ہے کہ خلیفہ بنانا انسان کا کام نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کا کام ہے۔ آدم کو خلیفہ بنایا کس نے؟ اللہ تعالیٰ نے، فرمایا اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً۔ اس خلافتِ آدم پر فرشتوں نے اعتراض کیا کہ حضور وہ مُفسد فی الارض اور مُسفک الدم ہے۔ مگر انہوں نے اعتراض کر کے کیا پھل لیا۔ تم قرآن مجید میں پڑھ لو کہ آخر انہیں آدم کے لئے سجدہ کرنا پڑا۔ پس اگر کوئی مجھ پر اعتراض کرے اور وہ اعتراض کرنیوالا فرشتہ بھی ہو تو مَیں اُسے کہہ دُوں گا کہ آدم کی خلافت کے سامنے مسجُود ہو جاؤ تو بہتر ہے۔ اور اگر وہ اِبیٰ اور استکبار کو اپنا شعار بنا کر ابلیس بنتا ہے تو پھر یاد رکھے کہ ابلیس کو آدم کی مخالفت نے کیا پھل دیا۔ پھر مَیں کہتا ہوں کہ اگر کوئی فرشتہ بن کر بھی میری خلافت پر اعتراض کرتا ہے تو سعادتمند فطرت اسے "اسجدُوا لِاٰدم" کی طرف لے آئے گی۔ اگر ابلیس ہے تو وہ اس دربار سے نکل جائیگا۔ پھر دوسرا خلیفہ داؤدؑ تھا یا داوٗدُ انّا جعلناكَ خلیفۃً فی الارض۔ داؤد کو بھی خدا ہی نے خلیفہ بنایا۔ ان کی مخالفت کرنے والوں نے تو یہاں تک ایجی ٹیشن کی کہ وہ انارکسٹ لوگ آپؑ کے قلعہ پر حملہ آور ہوئے اور کُود پڑے مگر جس کو خدا نے خلیفہ بنایا تھا کون تھا جو اس کی مخالفت کر کے نیک نتیجہ دیکھ سکے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ابوبکر و عُمر رضی اللہ عنہما کو خلیفہ بنا دیا..... کیا تم نہیں دیکھتے کہ کروڑوں انسان ہیں جو ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما پر درود پڑھتے ہیں۔ مَیں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مجھے بھی خدا ہی نے خلیفہ بنایا ہے۔"

(بدر ۴ر جولائی ۱۹۱۲ء)

(۷)

"اگر کوئی کہے کہ انجمن نے مجھے خلیفہ بنایا ہے تو وہ جھوٹا ہے۔ اس قسم کے خیالات ہلاکت کی حد تک پہنچاتے ہیں تم ان سے بچو۔ پھر سُن لو کہ مجھے نہ کسی انجمن نے خلیفہ بنایا اور نہ میں کسی انجمن کو اس قابل سمجھتا ہوں کہ وہ خلیفہ بنائے۔ پس مجھ کو نہ کسی انجمن نے بنایا اور نہ میں اس کے بنانے کی قدر کرتا ہوں۔ اور اس کے چھوڑ دینے پر تھوکتا بھی نہیں۔ اور نہ کسی میں طاقت ہے کہ وہ اس خلافت کی رداء کو مجھ سے چھین لے۔"

(بدر ۴ر جولائی ۱۹۱۲ء)

(۸)

"وہ جو کہتا ہے کہ فلاں شخص کو مَیں نے خلیفہ مقرر کر دیا ہے غلط ہے۔ مجھے کیا علم ہے کہ کون خلیفہ ہوگا۔ مجھے کیا علم ہے کہ دو دن کے بعد کون خلیفہ ہوگا اور کیا ہوگا۔ کون خلیفہ بنے گا یا مجھ سے بہتر خلیفہ ہوگا۔ میں نے کسی کو خلیفہ نہیں بنایا۔ مَیں کسی کو خلیفہ نہیں بناتا۔ میرا یہ کام نہیں۔ خلیفہ بنانا خدا کا کام ہے۔ جس کو چاہتا ہے وہ خلیفہ بناتا ہے۔"

(الحکم ۲۸ر فروری ۱۹۱۴ء صہ)

(۹)

"مجھے اگر خلیفہ بنایا ہے تو خدا نے بنایا ہے اور اپنے مصالح سے بنایا ہے۔ خدا کے بنائے ہوئے خلیفہ کو کوئی طاقت معزول نہیں کر سکتی ..... خدا تعالیٰ نے مجھے معزول کرنا ہوگا تو وہ مجھے موت دے دیگا۔ تم اس معاملہ کو خدا کے حوالہ کرو۔ تم معزولی کی طاقت نہیں رکھتے ..... جھوٹا ہے وہ شخص جو کہتا ہے کہ ہم نے خلیفہ بنایا۔"

(الحکم ۲۱ر جنوری ۱۹۱۴ء)

تبرکات

نظامِ خلافت

حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی تحریرات کی روشنی میں

(۱)

"مَیں اسی کی قسم کھاکر کہتا ہوں جو آسمان اور زمین کا حاکم ہے اور جس کی جھوٹی قسم لعنت کا باعث ہوتی ہے اور جس کی لعنت سے کوئی جھوٹا بچ نہیں سکتا کہ مَیں نے کبھی کسی آدمی کو کبھی نہیں کہا کہ مجھے خلیفہ بنانے کی کوشش کرو۔ اور نہ ہی کبھی خدا تعالیٰ کو مَیں نے یہ کہا ہے کہ مجھے خلیفہ بنائیو۔ پس جب خدا تعالیٰ نے مجھے اس کام کے لئے خود اپنے فضل سے چن لیا ہے تو مَیں کس طرح اسے ناپسند کرتا؟ کیا اگر تمہارا کوئی دوست تمہیں کوئی نعمت دے اور تم اس کو لیکر نالی میں پھینک دو تو تمہارا دوست خوش ہوگا؟ اور تمہاری یہ حرکت درست ہوگی؟ ہرگز نہیں۔ تو اگر خدا تعالیٰ نعمت دے تو کون ہے جو اس کو ہٹا سکے۔ جب دُنیا کے دوستوں کی نعمتوں کو کوئی ردّ نہیں کرتا بلکہ بڑی عزت اور قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہے تو مَیں خدا تعالیٰ کی دی ہوئی اس نعمت کو کس طرح ردّ کر دوں۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کی نعمتوں کو رد کرنے والوں کے بڑے خطرناک انجام ہوتے رہے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ان کی قوم کے لوگ طور پر گئے۔ خدا تعالیٰ نے ان کو فرمایا تھا کہ آؤ ہم تم سے کلام کریں۔ وہاں جب زلزلہ آیا تو وہ ڈر گئے اور کہنے لگے کہ ہم خدا کی باتوں کو نہیں سُننا چاہتے۔ اور واپس چلے آئے۔ خدا تعالیٰ نے ان کو اس نعمت کی ناقدری میں یہ سزا دی کہ فرمایا، اب تم میں سے کوئی شرعی نبی پیدا نہیں کیا جائے گا۔ بلکہ تمہارے بھائیوں میں سے کیا جائے گا۔ تو خدا تعالیٰ کی نعمت کو ردّ کرنے والوں کی نسبت جب مَیں یہ دیکھ چکا ہوں تو پھر خدا کی نعمت کو مَیں کس طرح ردّ کر دیتا۔ مجھے یقین تھا کہ وہ خدا جس نے مجھے اس کام کے لئے چنا ہے وہ خود میرے پاؤں کو مضبوط کرے گا۔ اور مجھے استقامت اور استقلال بخشے گا۔ پس اگر مجھے خلیفہ ماننے والے بھی سب کے سب نہ ماننے والے ہو جاتے اور کوئی بھی مجھے نہ مانتا اور ساری دنیا میری دشمن اور جان کی پیاسی ہو جاتی بلکہ زیادہ سے زیادہ یہی کرتی کہ میری جان نکال لیتی تو بھی مَیں آخر دم تک اس بات پر قائم رہتا اور کبھی خدا تعالیٰ کی نعمت کے رد کرنے کا خیال میرے دل میں نہ آتا۔" (برکاتِ خلافت از حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ صفحہ ۲۰-۲۱)

(۲)

"خدا نے جسے خلیفہ بنانا تھا بنا دیا اور اب جو شخص اس کی مخالفت کرتا ہے وہ خدا کی مخالفت کرتا ہے ——— مَیں نے کسی سے درخواست نہیں کی کہ وہ میری بیعت کرے نہ کسی سے کہا کہ وہ میرے خلیفہ بننے کے لئے کوشش کرے۔ اگر کوئی شخص ایسا ہے تو وہ علی الاعلان شہادت دے۔ کیونکہ اس کا فرض ہے کہ جماعت کو دھوکے سے بچائے اور اگر وہ ایسا نہیں کرتا تو وہ خدا کی لعنت کے نیچے ہے۔ اور جماعت کی تباہی کا عذاب اس کی گردن پر ہوگا۔ اے پاک نفس انسانو! جن میں بدظنی کا مادہ نہیں، مَیں خدا کی قسم کھاکر کہتا ہوں کہ مَیں نے کبھی کسی انسان سے خلافت کی تمنا نہیں کی اور یہی نہیں بلکہ خدا تعالیٰ سے بھی کبھی یہ خواہش نہیں کی کہ وہ مجھے خلیفہ بنا دے۔ یہ اس کا اپنا فعل ہے۔ یہ میری درخواست نہ تھی۔ میری درخواست کے بغیر یہ کام میرے سپرد کیا گیا ہے۔ اور یہ خدا تعالیٰ کا فعل ہے کہ اس نے اکثروں کی گردنیں میرے سامنے جھکا دیں۔ مَیں کیونکر تمہاری خاطر خدا تعالیٰ کے حکم کو ردّ کر دوں۔ مجھے اس نے اسی طرح خلیفہ بنایا جس طرح پہلوں کو بنایا تھا۔ گو مَیں حیران ہوں کہ میرے جیسا نالائق انسان اُسے کیونکر پسند آگیا۔ لیکن جو کچھ بھی ہو اُس نے مجھے پسند کر لیا۔ اور اب کوئی انسان اس کرتہ کو مجھ سے نہیں اُتار سکتا۔ جو اُس نے مجھے پہنایا ہے۔ یہ خدا کی دین ہے اور کونسا انسان ہے جو خدا کے عطیہ کو مجھ سے چھین لے۔ خدا تعالیٰ میرا مددگار ہوگا۔ مَیں ضعیف ہوں مگر میرا مالک بڑا طاقتور ہے۔ مَیں کمزور ہوں مگر میرا آقا بڑا توانا ہے۔ مَیں بلا اسباب ہوں مگر میرا بادشاہ تمام اسبابوں کا خالق ہے مَیں بے مددگار ہوں مگر میرا ربّ فرشتوں کو میری مدد کے لئے نازل فرمائے گا (انشاء اللہ) مَیں بے پناہ ہوں مگر میرا محافظ وہ ہے جس کے ہوتے ہوئے کسی اور پناہ کی ضرورت نہیں۔" (اشتہار "کون ہے جو خدا کے کام کو روک سکے" صفحہ ۶، صفحہ ۷)

(۳)

"خلیفہ خدا بناتا ہے۔ یعنی اس کے بنانے میں انسانی ہاتھ نہیں ہوتا۔ نہ وہ خود خواہش کرتا ہے اور نہ کسی منصوبہ کے ذریعہ وہ خلیفہ ہوتا ہے بلکہ بعض دفعہ تو ایسے حالات ہوتے

اخبارِ احمدیہ

لندن ۱۶ ہجرت (مئی) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق ۱۸ ہجرت کی اطلاع مظہر ہے کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ۔ احباب جماعت حضور کی اور حضرت سیدہ بیگم صاحبہ مدظلہا حرم حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت و سلامتی کیلئے دعائیں جاری رکھیں۔

قادیان ۲۳ ہجرت۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مع اہل و عیال بہار کی جماعتوں کا دورہ فرما رہے ہیں ۱۷ ہجرت کو آرہ سے ارول پہنچے۔ محترمہ بیگم صاحبہ کو پیٹ میں درد کی تکلیف ہوگئی اللہ تعالیٰ شفائے کاملہ عاجلہ عطا فرمائے۔ اس کے بعد پٹنہ۔ رانچی اور جمشید پور ہوتے ہوئے کلکتہ تشریف لے جائیں گے اور ہجرت ۳۰ کو اڑیسہ بھدرک کے لئے روانگی کا پروگرام ہے۔ احباب دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ سفر و حضر میں سب کا حافظ و ناصر ہو آمین۔

قادیان ۲۲ ہجرت۔ حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب فاضل امیر جماعت احمدیہ قادیان مع جملہ درویشانِ کرام بالفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ ہفتہ زیر اشاعت قادیان اور مضافات میں گرمی کی شدت رہی اور بالعموم گرد و غبار چھایا رہا۔ اللہ تعالیٰ اپنا فضل فرمائے۔

ہیں کہ اس کا خلیفہ ہونا بظاہر ناممکن سمجھا جاتا ہے۔ چنانچہ یہ الفاظ کہ وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ خود ظاہر کرتے ہیں کہ خلیفہ خدا ہی بناتا ہے کیونکہ جو وعدہ کرتا ہے وہی دیتا ہے۔ بعض لوگ غلطی سے یہ کہتے ہیں کہ اس وعدے کا یہ مطلب ہے کہ لوگ جس کو چاہیں خلیفہ بنالیں خدا اس کو اپنا انتخاب قرار دے دیگا۔ مگر یہ ایسی ہی بات ہے جیسے ہمارے ایک استاد کا یہ طریق ہوا کرتا تھا کہ جب وہ مدرسہ میں آتا اور کسی لڑکے سے خوش ہوتا تو کہتا کہ اچھا تمہاری جیب میں جو پیسہ ہے وہ مَیں نے تمہیں انعام دے دیا۔ یہ گویا ہی وعدہ بن جاتا ہے کہ اچھا تم کسی کو خود خلیفہ بنا لو پھر یہ سمجھ لو کہ اسے مَیں نے ہی بنایا ہے۔ اور اگر یہی بات ہو تو پھر انعام کیا ہوا۔ اور ایمان اور عملِ صالح پر قائم رہنے والی جماعت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے محبت کا امتیازی سلوک کونسا ہوا؟ وعدہ تو جو کرتا ہے وہی اُسے پورا بھی کیا کرتا ہے نہ یہ کہ وعدہ تو وہ کرے اور اُسے پورا کوئی اور کرے۔ پس اس آیت میں پہلی بات یہ بتائی گئی ہے کہ خلفاء کی آمد خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوگی۔ ظاہری لحاظ سے بھی یہ بات ثابت ہوتی ہے کیونکہ کوئی شخص خلافت کی خواہش کرکے خلیفہ نہیں بن سکتا۔ اسی طرح کسی منصوبہ کے ماتحت بھی کوئی خلیفہ نہیں بن سکتا۔ خلیفہ وہی ہوگا جسے خدا بنانا چاہے گا۔ بلکہ بسا اوقات وہ ایسے حالات میں خلیفہ ہوگا جب کہ دنیا اس کے خلیفہ ہونے کو ناممکن خیال کرتی ہوگی۔" (خلافتِ راشدہ صفحہ ۱۵۳ و صفحہ ۱۵۴)

(۴)

"حضرت صاحب کو الہام ہوا تھا:۔

سپردم بتو مایۂ خویش را ❊ تو دانی حساب کم و بیش را

ایک شریف آدمی بھی امانت میں خیانت نہیں کرتا۔ اور حضرت مسیح موعود سے تو اللہ تعالیٰ نے خود یہ دُعا کرائی پھر کیا تم سمجھتے ہو کہ نعوذ باللہ خدا تعالیٰ نے خیانت کی؟ توبہ کرو توبہ کرو۔

حضرت مسیح موعودؑ کا اتنا توکل کہ وفات کے قریب یہ الہام ہوتا ہے پھر خدا نے نعوذ باللہ یہ عجیب کام کیا کہ امانت غیر حق دار کو دیدی۔ خدا تعالیٰ نے خلیفہ مقرر کرکے دکھا دیا کہ "سپردم بتو مایۂ خویش را" کے الہام کے موافق کیا ضروری تھا۔ پھر مَیں پوچھتا ہوں کہ کیا خدا (نعوذ باللہ) گمراہ ہی کرواتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ خدا تعالیٰ نے اپنے مرسلوں اور خلفاء کو اس لئے بھیجا ہے کہ وہ دُنیا کو پاک کریں۔ اس لئے انبیاء کی جماعت ضلالت پر قائم نہیں ہوتی: اگر مسیح موعودؑ نے ایسی گندی جماعت پیدا کی جو ضلالت پر اکٹھی ہوگئی تو پھر نعوذ باللہ اپنے مُنہ سے اقرار کرو جھوٹا قرار دو۔ گے یا تقوی کرو۔ لیکن اگر مسیح موعودؑ خدا کی طرف سے تھے اور ضرور تھے پھر یاد رکھو کہ یہ جماعت ضلالت پر اکٹھی نہیں ہوسکتی۔"

(منصبِ خلافت صفحہ ۲۴ از حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ تقریر ۱۲ اپریل ۱۹۱۴ء)

(۵)

"انبیاء جب وفات پاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کے بعد خلفاء کے ذریعہ [illegible] کرتا ہے۔ اور وہ چاہتا ہے کہ جس طرح اس نبی کی شخصی زندگی تو الہام سے [illegible] وہ اس کی قومی زندگی کو بھی الہام سے شروع کرے۔ یہی وجہ ہے [illegible] ہے تو خدا تعالیٰ کا مخفی الہام قوم کے دلوں کو اس زندگی کی تفصیلات [illegible]"

(خلافتِ احمدیہ کے مخالفین کی تحریک [illegible])

خلیفہ خدا بناتا ہے

از مکرم جناب سلطان احمد صاحب پیر کوٹی

خدا تعالیٰ کی قدیم سے یہ سنّت ہے کہ جب دنیا فتنہ و فساد سے بھر جاتی ہے۔ انسان اپنے مقصدِ پیدائش کو بھول کر گناہ و عصیان اور ظلم و جور کا شکار ہو جاتا اور شیطان کا پیرو اور اس کا ادنیٰ غلام بن جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی ہدایت کے سامان پیدا کرتا ہے۔ وہ اپنے برگزیدہ بندوں کو دنیا میں مبعوث فرما کر گم کردہ راہ لوگوں کو راہِ راست کی طرف لاتا ہے۔ چونکہ اس کے برگزیدہ بندے بوجہ انسان ہونے کے موت و فنا سے محفوظ نہیں رہ سکتے ان کا زمانہ محدود ہوتا ہے اسلئے اللہ تعالیٰ ان کے نور کو دور تک پہنچانے اور اسے زیادہ دیر تک دنیا میں قائم رکھنے کے لئے ان کے بعد خلافت کا سلسلہ قائم کرتا ہے۔ اسی طرح کسی نبی کی قوتِ قدسیہ جو اس جماعت میں ظاہر ہو رہی ہوتی ہے ضائع ہونے سے بچ جاتی ہے۔ جماعت کی طاقت پراگندہ نہیں ہوتی۔ اور تھوڑی سی طاقت سے بہت سے کام نکل آتے ہیں۔

خلافت کا یہ سلسلہ ہر نبی کے بعد دنیا میں جاری ہوتا ہے۔ یہ سنّتِ الٰہیہ کسی خاص قسم کے نبی کے ساتھ مختص نہیں ہوتی جیسا کہ قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ۔

(النور آیت ۵۶)

اللہ تعالیٰ نے تم میں سے ایمان لانے والوں اور مناسبِ حال عمل کرنے والوں سے وعدہ کیا ہے کہ وہ ان کو زمین میں خلیفہ بنا دیگا جس طرح اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنا دیا تھا۔

اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے

مَا مِنْ نُبُوَّۃٍ قَطُّ اِلَّا تَبِعَتْھَا خِلَافَۃٌ۔

(کنز العمال جلد ۶ ص ۱۰۹)

یعنی دنیا میں کوئی بھی نبوت ایسی نہیں ہوئی کہ جس کے بعد خدا تعالیٰ نے خلافت کا سلسلہ قائم نہ کیا ہو۔

چنانچہ اس زمانہ کے مامور حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام نے بھی اپنے بعد خلافت کے سلسلہ کے جاری ہونے کی بشارت دی۔ آپ فرماتے ہیں:-

"چونکہ قدیم سے سنّت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلا دے سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنّت کو ترک کر دیوے اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لیے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔"

(الوصیت)

خلافت کے اس انعام کو خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ میں رکھا ہے۔ اس لئے اس کیلئے خواہش یا کسی کوشش کو ناپسند ہی نہیں ناجائز قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ حدیث بخاری میں ہے:-

"ہم امارت اور خلافت کے مقام پر ایسے شخص کو فائز نہیں کر سکتے۔ جو اسے خود طلب کرے۔ یا اس کی خواہش رکھے۔"

چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ظلِّ کامل اور فرزندِ جلیل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلفاء نے کبھی اپنے طور پر اس عہدہ کی خواہش نہیں کی۔ حضرت ابوبکرؓ فرماتے ہیں:-

"میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مجھے امارت اور خلافت کی کبھی بھی خواہش پیدا نہیں ہوئی۔ اور نہ میں نے اس عہدہ کو مخفی طور پر یا ظاہری طور پر اللہ تعالیٰ سے طلب کیا ہے صرف فتنہ کے ڈر کی وجہ سے میں نے اس عہدہ کو قبول کیا ہے۔ مجھے اس خلافت کے قبول کرنے میں کوئی بھی تو راحت محسوس نہیں ہوئی۔ بلکہ میرے سپرد ایسا کام کر دیا گیا ہے کہ میں اسے محض اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے ہی سرانجام دے سکوں گا۔"

(تاریخ الخلفاء ص ۵۱-۵۲)

نیز فرماتے ہیں:-

"میرے سپرد یہ کام کیا گیا ہے۔ درآں حالیکہ میں اسے پسند نہیں کرتا۔ اور میری دلی خواہش تھی کہ کوئی اور شخص اس امت میں سے اس عہدہ پر فائز کیا جاتا۔"

(تاریخ الخلفاء ص ۵۳)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حضرت ابوبکرؓ نے اُمتِ مسلمہ کے مشورہ سے نامزد فرمایا تو آپ نے فرمایا:-

لَا حَاجَۃَ لِیْ فِیْھَا۔

یعنی مجھے اس خلافت کی کوئی ضرورت نہیں۔

لیکن حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا:-

وَلٰکِنْ لَھَا بِکَ حَاجَۃٌ

(سیرۃ عمر بن الخطاب ص ۴۸)

عمرؓ! تجھے بیشک خلافت کی ضرورت نہیں مگر خلافت کو تو تمہاری ضرورت ہے۔

اس زمانہ کے مامور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے بعد جب حضرت مولانا نورالدین خلیفۃ المسیح اولؓ نے زمامِ خلافت سنبھالی تو آپ نے اپنی پہلی تقریر میں فرمایا:-

"میری پچھلی زندگی پر غور کر لو۔ میں کبھی امام بننے کا خواہش مند نہیں ہوا۔ مولوی عبد الکریم مرحومؓ امام الصلوٰۃ بنے تو میں نے بھاری ذمہ داری سے اپنے تئیں سبکدوش خیال کر لیا تھا۔ میں اپنی حالت سے خوب واقف ہوں اور میرا ربّ مجھ سے زیادہ واقف ہے.... میں دنیا میں ظاہر داری کا خواہش مند نہیں۔ میں ہرگز ایسی باتوں کا خواہش مند نہیں۔ اگر خواہش ہے تو یہ کہ میرا مولیٰ مجھ سے راضی ہو جائے۔ اسی خواہش کے لئے میں دعائیں کرتا ہوں۔"

(بدر ۶ جون ۱۹۰۸ء ص ۷)

پھر فرماتے ہیں:-

"میں اس مسجد میں قرآنِ مجید ہاتھ میں لیکر اور خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مجھے پیر بننے کی خواہش ہرگز نہیں اور نہ تھی اور قطعاً خواہش نہ تھی۔ خدا تعالیٰ کے منشاء کو کون جان سکتا ہے۔ اس لئے جو چاہا کیا۔ تم سب کو پکڑ کر میرے ہاتھ پر جمع کر دیا۔"

(بدر یکم فروری ۱۹۱۲ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ منکرینِ خلافت کو مخاطب کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

"میں تمہیں خدا کی قسم کھا کر جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہتا ہوں کہ میں نے حصولِ خلافت کے لئے کوئی منصوبہ بازی نہیں کی۔ میرے مولیٰ نے پکڑ کر مجھے خلیفہ بنا دیا ہے میں اپنی لیاقت یا خدمت تمہارے سامنے پیش نہیں کرتا کیونکہ میں الٰہی کام کے مقابلہ میں خدمات یا لیاقت کا سوال اٹھانا حماقت خیال کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ کوئی کام کس طرح کرنا چاہیئے۔ خدا نے جو کچھ کیا ہے اسے قبول کرو۔"

(القول الفصل ص ۷۷)

خلیفہ خدا تعالیٰ خود بناتا ہے۔ اگرچہ ظاہر میں اسے امت کے لوگ منتخب کرتے ہیں مگر اس کے بنانے میں انسانی ہاتھ نہیں ہوتا۔ بلکہ بعض دفعہ تو جو شخص خلیفہ بنتا ہے اس کا خلیفہ ہونا بظاہر ناممکن سمجھا جاتا ہے۔ چنانچہ آیتِ استخلاف کے الفاظ خود ظاہر کرتے ہیں کہ خلیفہ خدا ہی بناتا ہے کیونکہ جو وعدہ کرتا ہے وہی دیتا ہے نہ یہ کہ وعدہ تو وہ کرے اور اسے پورا کوئی اور کرے۔

رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں

"میں نے ارادہ کیا تھا کہ ابوبکرؓ کو بلا کر ان کے حق میں خلافت کی تحریر لکھ دوں تاکہ میری وفات کے بعد دوسرے لوگ خلافت کی خواہش لے کر کھڑے نہ ہو جائیں۔ اور کوئی کہنے والا یہ نہ کہے کہ میں ابوبکرؓ کی نسبت خلافت کا زیادہ حقدار ہوں۔ مگر پھر میں نے اس خیال سے اپنا ارادہ ترک کر دیا کہ اللہ تعالیٰ ابوبکرؓ کے سوا کسی اور کی خلافت پر راضی نہ ہوگا اور نہ ہی مومنوں کی جماعت کسی اور شخص کی خلافت قبول کرے گی۔"

(بخاری کتاب الاحکام)

رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے بعد حضرت ابوبکرؓ کو کیوں خلیفہ مقرر نہ فرمایا اس سوال کا جواب دیتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:-

"آنحضرتؐ نے کیوں اپنے بعد خلیفہ مقرر نہ کیا۔ اس میں یہی بھید تھا کہ آپؐ کو خوب علم تھا کہ اللہ خود ایک خلیفہ مقرر فرمائیگا کیونکہ یہ خدا کا ہی کام ہے۔ اور خدا کے انتخاب میں کوئی نقص نہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکرؓ صدیق کو اس کام کے واسطے خلیفہ بنایا اور سب سے اوّل حق انہی کے دل میں ڈالا۔"

(الحکم ۱۴ اپریل ۱۹۰۸ء)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:-

"جس شخص نے مال کے متعلق کوئی بات

(باقی دیکھئے ص ۱۵ پر)

خلافت کا آسمانی نظام

اسلام کی دائمی زندگی کا درخشندہ و تابندہ ثبوت

از مکرم جناب مسعود احمد صاحب دہلوی مدیر الفضل

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک عظیم الشان کارنامہ یہ ہے کہ آپ نے اس آخری زمانہ میں صدیوں کے زوال و اضمحلال کے بعد احیاءِ اسلام کا فریضہ اس شان سے ادا فرمایا کہ اپنے تو اپنے بیگانے بھی حیران ہوئے اور حیرت کا اظہار کئے بغیر نہ رہ سکے۔

آپؑ نے بڑی شد و مد کے ساتھ دنیا میں یہ انقلاب انگیز نظریہ پیش فرمایا کہ اسلام جسے آج دنیا ایک مُردہ مذہب قرار دے کر اسے صفحۂ ہستی سے مٹانے کے درپے ہے نہ صرف یہ کہ ایک زندہ مذہب ہے بلکہ دنیا میں صرف اور صرف یہی ایک مذہب ہے جو زندہ مذہب کہلانے کا مستحق ہے اس لئے کہ اسلام کا خدا ایک زندہ خدا ہے۔ اسلام کی کتاب ایک زندہ کتاب ہے اور اسلام کا رسول ایک زندہ رسول ہے۔ ان کی اور ان کے طفیل خود اسلام کی زندگی کا ثبوت ہر زمانہ میں موجود رہا ہے۔ آج بھی موجود ہے اور آئندہ بھی موجود رہے گا۔ دوسرے مذاہب کے پیروؤں کی طرح یہ محض ایک دعوےٰ ہی نہیں تھا بلکہ آپؑ نے دنیا میں اس کا ایک ایسا زندہ و درخشندہ و تابندہ ثبوت پیش فرمایا کہ دیگر مذاہب کے پیرو مبہوت ہوئے اور خود اپنے اپنے مذہب کی زندگی کا ایسا ثبوت پیش کرنے سے عجز کا اظہار کئے بغیر نہ رہے۔ اور جنہوں نے محض افتراء کے طور پر ایسا کوئی ثبوت پیش کرنے کی انتہائی ناروا جسارت کی وہ خدا تعالیٰ کی قہری تجلی کا شکار ہو کر نہایت عبرت انگیز طریق پر خود اپنی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھے اور اس طرح دنیا پر یہ آشکار کرنے کا موجب بنے کہ ان کے مصنوعی خدا مُردہ ہیں اور ان کے خود ساختہ مذاہب بھی زندگی سے یکسر عاری ہیں حتیٰ کہ ان میں زندگی کی کوئی ایک رمق بھی نہیں پائی جاتی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے اس دعوےٰ کے زندہ و درخشندہ و تابندہ ثبوت کے طور پر کہ روئے زمین کے جملہ مذاہب میں سے صرف اور صرف اسلام ہی زندہ مذہب ہے اپنے وجود کو پیش کیا اور دنیا میں ببانگ دہل یہ اعلان فرمایا کہ آپ نے اسلام کے زندہ خدا، اس کی زندہ کتاب اور زندہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور کامل پیروی و اتباع کی برکت سے ایک نئی زندگی پائی ہے اور خدا نے آپ کو اسلام کی زندگی کا ثبوت دینے کے لئے حیاتِ ابدی کا وارث بنایا ہے اور اس نئی زندگی اور حیاتِ ابدی کا ثبوت یہ ہے کہ خدا نے آپ کو اس کے طیب و شیریں ثمرات سے غیر معمولی طور پر بہرہ ور کیا ہے۔

وہ طیب و شیریں ثمرات کیا ہیں؟ وہ ہیں شرفِ مکالمہ و مخاطبہ اور خوارق کا ظہور۔ آپؑ نے جملہ مذاہب کے پیروؤں کو چیلنج کیا کہ اگر ان کے مذاہب بھی زندہ ہیں تو وہ آپ کے مقابلہ میں خارقِ عادت نشان دکھا کر اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنے تعلق کا ثبوت دیں۔ اکثر کو تو مقابلہ پر آنے کی جرأت ہی نہ ہوئی۔ اور جنہوں نے سراسر افتراء سے کام لیتے ہوئے ملہم ہونے کا دعوےٰ کیا اور آپ کے بالمقابل پیشگوئیاں کیں وہ خدا تعالیٰ کی قہری تجلی کا شکار ہوئے بغیر نہ رہے۔ اپنے مذاہب کی زندگی کا ثبوت دیتے دیتے وہ خود زندگی سے ہاتھ دھو کر دنیا پر آشکار کر گئے کہ وہ جب تک زندہ بھی تھے زندہ لاشوں سے زیادہ ان کی کوئی حیثیت نہ تھی۔ مقابلہ پر آنے والے دیگر مذاہب کے ایسے نمایندوں میں سرِ فہرست ایگزینڈر ڈوئی اور پنڈت لیکھرام کے نام آتے ہیں۔ ان کا جو عبرتناک انجام ہوا وہ تاریخ میں محفوظ ہے۔ اور ایک دنیا اس سے اچھی طرح واقف ہے۔ اس طرح آپؑ نے اسلام کی حقانیت اور اپنے آقا اور متبوع حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کو روزِ روشن کی طرح آشکار کر دکھایا۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام صرف اپنے وجود کے ذریعہ ہی اسلام کی زندگی کا ثبوت دینے کی غرض سے مبعوث نہیں ہوئے تھے بلکہ آپؑ کو اللہ تعالیٰ نے اس غرض سے مبعوث فرمایا تھا کہ تا آپ دنیا میں ایسے تقوےٰ شعار لوگوں کی جماعت قائم کریں اور اپنی خدا داد قوتِ قدسی کی مدد سے انہیں اس قابل بنائیں کہ وہ بھی اللہ تعالیٰ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا جُوا اپنی گردنوں پر رکھ کر اور آنحضورؐ کی کامل پیروی اور اتباع میں فنا ہو کر حسبِ استعداد نہ صرف ایک نئی زندگی سے ہمکنار ہوں بلکہ لقاء کے مرتبہ تک پہنچ کر اور اللہ تعالیٰ سے تعلقِ شدید استوار کر کے ہر زمانہ میں اس امر کا ثبوت دیتے چلے جائیں کہ اسلام کا خدا زندہ خدا ہے۔ اسلام کی کتاب زندہ کتاب ہے اور اسلام کا رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) زندہ رسول ہے۔ اور اس لئے زندہ رسول ہے کہ اس کا فیضان جاری ہے۔ آئندہ بھی اسلام کی زندگی کا ثبوت دینے کے لئے اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو آپؑ کے وصال کے بعد خلافت کے آسمانی نظام کے قیام کی بشارت دی۔ چنانچہ آپ نے اس بشارت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:-

"میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں
اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں
گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں
گے"۔ (الوصیت)

آپؑ نے واضح فرمایا کہ خلفائے سلسلہ احمدیہ جنہیں خدا تعالیٰ خود اس مقام پر کھڑا کرے گا اور جو قدرتِ ثانیہ کا مظہر ہوں گے وہ فنا اور لقاء کے مراحل میں سے گزرنے کے باعث خود ہی لقاء کے مرتبہ پر فائز نہیں ہوں گے بلکہ اگر تم ان کی پیروی اور اطاعت کرتے ہوئے خدا کی خاطر تلخی کی زندگی اختیار کرو گے اور ایک موت اپنے اوپر وارد کر کے دکھاؤ گے تو میرے بعد بھی تم میں ایسے لوگ پیدا ہوتے چلے جائیں گے جنہیں خدا تعالیٰ کی طرف سے نئی زندگی عطا کی جائے گی جو اسلام کی زندگی اور حقانیت نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا ایک درخشندہ ثبوت ہو گی۔ چنانچہ آپؑ نے اطاعت میں گم ہو کر اپنے پر فنا کی کیفیت وارد کرنے کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا:-

"اگر تم صاف دل ہو کر اسی کی
طرف آجاؤ تو ہر ایک راہ میں وہ
تمہاری مدد کرے گا۔ اور کوئی دشمن
تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکے گا
خدا کی رضا کو تم کسی طرح پا ہی
نہیں سکتے جب تک تم اپنی رضا
چھوڑ کر اپنی لذات چھوڑ کر اپنی
عزت چھوڑ کر اپنا مال چھوڑ کر
اپنی جان چھوڑ کر اس کی راہ میں
وہ تلخی نہ اٹھاؤ جو موت کا نظارہ
تمہارے سامنے پیش کرتی ہے
لیکن اگر تم تلخی اٹھا لو گے تو
ایک پیارے بچے کی طرح خدا
کی گود میں آجاؤ گے۔ اور تم
ان راستبازوں کے وارث
کئے جاؤ گے جو تم سے پہلے
گزر چکے ہیں۔ اور ہر ایک
نعمت کے دروازے تم پر
کھولے جائیں گے"۔ (الوصیت)

چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ نہ صرف یہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کے بعد خلافت کا آسمانی نظام قائم ہوا بلکہ خلفائے سلسلہ احمدیہ کے ذریعہ (جو منجانب اللہ اس بلند مرتبہ پر فائز ہونے کے باعث لقاء الٰہی کے ارفع و اعلیٰ مقام پر فائز تھے۔ اور بحمد اللہ اب بھی ہیں) ہر ایک نعمت کے دروازے ہم پر کھولے گئے ہیں۔ اور ہم ان راستبازوں کے وارث کئے گئے ہیں جو ہم سے پہلے گزر چکے ہیں۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود اپنے وجود میں ہی اسلام کے ایک زندہ مذہب ہونے کا ثبوت نہیں دیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے آپؑ کے ذریعہ مستقل بنیادوں پر اس امر کا بھی اہتمام فرمایا کہ آئندہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع اور پیروی کی برکت سے ایسے لوگ پیدا ہوتے چلے جائیں جو اپنے نشانوں کی رُو سے دنیا پر یہ آشکار کرتے چلے جائیں کہ اسلام کا خدا زندہ خدا ہے۔ اسلام کی کتاب زندہ کتاب ہے۔ اسلام کا رسول زندہ رسول ہے۔ اور اس بناء پر دنیا میں صرف اور صرف اسلام ہی ایک زندہ مذہب ہے۔

درخواستِ دُعا

خاکسار کا بڑا لڑکا عزیز شاہد احمد سلمہ اللہ ان دنوں بہت بیمار رہے اور کافی کمزور ہو گیا ہے اس کی صحتیابی اور تندرستی کی بحالی کے لئے بزرگان سلسلہ اور درویشان کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے۔

خاکسار بھی بتقاضائے عمر بہت کمزور ہے ضعفِ بصارت کے علاوہ اعصابی کمزوری ہے۔ صحت کے لئے اور انجام بخیر ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے

خاکسار سید غلام احمد احمدی ... نگرد

درویش فنڈ

درویش فنڈ میں آپ اپنی استطاعت کے مطابق حصہ لے کر ایک طرف سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشادِ گرامی کی تعمیل کرتے ہیں اور دوسری طرف آپ اپنے درویش بھائیوں کی امداد کر کے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرتے ہیں۔ اگر آپ زیادہ استطاعت نہیں رکھتے تو آج کے زمانہ میں ایک دو روپیہ ماہوار کی قربانی کچھ مشکل نہیں۔

ناظر بیت المال آمد قادیان

خلافتِ حقۂ اسلامیہ کے بارہ میں دو اجماع

از مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی فاضل انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی

قرآنِ مجید میں خلافتِ اسلامیہ کا وعدہ

اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے ان کے اندر نظامِ خلافت جاری کرنے کے لئے ان پیارے الفاظ میں وعدہ فرمایا :-

وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ دِیْنَھُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَھُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّھُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِھِمْ اَمْنًا (سورۃ النور ع)

کہ اللہ تعالیٰ نے تم میں سے ایمان والوں اور ... عمل کرنے والوں سے وعدہ کیا ہے کہ وہ ان کو زمین میں خلیفہ بنا دے گا۔ جس طرح ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا تھا اور جو دین اس نے ان کے لئے پسند کیا ہے وہ ان کے لئے اسے مضبوطی سے قائم کر دے گا اور ان کے خوف کی حالت کے بعد وہ ان کے لئے امن کی حالت تبدیل کر دے گا۔

اس آیت کریمہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد ان کی امت میں سلسلۂ خلافت جاری ہوا اسی طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کی امت میں بھی سلسلۂ خلافت جاری ہو گا اور یہ سلسلۂ خلافت ان اغراض و مقاصد کی تکمیل و اشاعت کیلئے ہو گا جن کی داغ بیل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ڈالی گئی گویا خلافت نبوت کا ایک تتمہ و تکملہ ہے چنانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا!!

ما کانت النبوۃ قطّ الا تبعتھا خلافۃ (خصائص کبریٰ للسیوطی)

کہ کبھی کوئی نبوت ایسی نہیں ہوئی جس کے بعد خلافت نہ ہوئی ہو۔

اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی فرماتے ہیں :-

"جب کوئی رسول یا مشائخ وفات پاتے ہیں تو دنیا پر ایک زلزلہ آ جاتا ہے اور وہ ایک بہت ہی خطرناک وقت ہوتا ہے مگر خدا کسی خلیفہ کے ذریعہ اس کو مٹا دیتا ہے" (الحکم ۱۴ اپریل ۱۹۰۸ء)

(۲)

آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم کے بعد صحابہ کرام کا خلافت پر اجماع

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے ایک نبی اور رسول تھے مگر انسان اور بشر تھے ہر انسان کی شخصی زندگی محدود ہوتی ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بھی چونکہ بشر تھے۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو خبردار کر دیا کہ سنتِ انبیاء کے مطابق ایک دن وہ بھی تم سے جدا ہو جائیں گے۔ اس لئے ان کی وفات تمہارے ایمان میں تزلزل پیدا نہ کرے بلکہ تم استقامت و استقلال سے دامنِ ایمان کو تھامے رکھنا۔ چنانچہ فرمایا :-

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِہِ الرُّسُلُ اَفَائِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓی اَعْقَابِکُمْ وَمَنْ یَّنْقَلِبْ عَلٰی عَقِبَیْہِ فَلَنْ یَّضُرَّ اللّٰہَ شَیْئًا وَسَیَجْزِی اللّٰہُ الشّٰکِرِیْنَ

یعنی یاد رکھو! کہ محمد صلعم صرف ایک رسول ہیں۔ ان سے پہلے بہت رسول گزر چکے ہیں۔ پس اگر وہ وفات پا جائیں یا قتل کئے جائیں تو کیا تم اپنی ایڑیوں کے بل لوٹ جاؤ گے۔ اور جو شخص اپنی ایڑیوں کے بل لوٹ جائے وہ اللہ تعالیٰ کا ہرگز کچھ نقصان نہیں کر سکتا۔ اور اللہ تعالیٰ شکر گزاروں کو ضرور بدلہ دے گا۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی صحابہ کرام کو متنبہ کرتے ہوئے فرمایا :-

(الف) مَنْ یَّعِشْ مِنْکُمْ فَسَیَرٰی اخْتِلَافًا کَثِیْرًا فَعَلَیْکُمْ بِسُنَّتِیْ وَسُنَّۃِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ الْمَھْدِیِّیْنَ۔ تَمَسَّکُوْا بِھَا وَعَضُّوْا عَلَیْھَا بِالنَّوَاجِذِ (مشکوٰۃ صفحہ ۳۰)

(ب) اِذَا بُوْیِعَ لِخَلِیْفَتَیْنِ فَاقْتُلُوا الْاٰخِرَ مِنْھُمَا (مشکوٰۃ صفحہ ۳۲۰)

کہ تم میں جو زندہ رہے گا وہ (میری وفات کے بعد) بہت اختلاف دیکھے گا۔ لیکن تم میری سنت اور میرے خلفاء راشدین کی سنت کو مضبوطی سے تھامے رکھنا اور اگر خلافت کے دو دعویدار ہوں تو دوسرے کو قتل کر دینا۔ کیونکہ خلیفہ ایک وقت میں ایک ہی ہو سکتا ہے۔ اور وہ نظام کا مرکزی نقطہ ہوتا ہے۔

چنانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اس تعلیم کا یہ اثر تھا کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا اور مسلمان مارے غم کے دیوانہ ہو گئے تو تمام صحابہ کرام نے اتفاق کر کے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر بیعتِ خلافت کر لی۔ اور وہ ایک ہاتھ پر پھر جمع ہو گئے۔ اور اس طرح مسلمانوں میں آیتِ استخلاف کے مطابق خلافت علیٰ منہاج النبوت کا نظام جاری ہو گیا۔

پس تاریخی طور پر اگر دیکھا جائے تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد صحابہ کرام کا پہلا اجماع اگر کسی بات پر ہوا تو صرف اس امر پر کہ مسلمانوں میں نظامِ خلافت قائم ہونا چاہیئے کیونکہ "وحدتِ قومی" اسی کے ذریعہ قائم رہ سکتی ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مقدس مشن کی خلافت کے قیام کے ذریعہ ہی تکمیل ہو سکتی ہے۔ گویا خلافت "وحدت کی آواز" اور قومی زندگی و بقا کا راز تھا

نبی کی بعثت خدا تعالیٰ کی "قدرتِ اولیٰ" کا ظہور ہوتی ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی اسی نظامِ خلافت کے اجراء کے بارہ میں فرماتے ہیں :-

"تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے ...... جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کے وقت میں ہوا جب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ایک بے وقت موت سمجھی گئی اور بہت سے بادیہ نشین مرتد ہو گئے۔ اور صحابہؓ بھی مارے غم کے دیوانے ہو گئے۔ تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا"

(الوصیّت)

اور یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ مسلمانوں میں جب تک خلافت قائم رہی وہ خدا کی برکات و تائیدات کے حامل رہے اور جب اس نعمتِ عظمیٰ سے محروم ہو گئے تو تشتت و افتراق اور تنزل و ادبار کا شکار ہو گئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ارشاد و تسلّی

آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے ماتحت اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اسلام کی نشاۃِ ثانیہ دینِ اسلام کے استحکام و ترقی اور شریعتِ اسلامیہ کے قیام و اجراء کے لئے مبعوث فرمایا۔ آپ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم کے روحانی فرزند اور ظلِ کامل اور بروزِ تام تھے مگر ایک انسان اور بشر بھی تھے اس لئے سنتِ مامورین کے مطابق آپ نے بھی ایک دن اپنی جماعت کو داغِ مفارقت دینا تھا۔ مگر آپ کا مقدس مشن بھی شریعتِ اسلامیہ کا اجراء ابدی تھا۔ اس لئے ان مقاصد کی تکمیل کے لئے ضروری تھا کہ آپ کی وفات کے بعد بھی خدا تعالیٰ کی "قدرتِ ثانیہ" بصورت خلافت آپ کے سلسلہ میں جاری ہو۔ اس لئے حضور علیہ السلام اپنی جماعت کو اپنی وفات کی خبر دیتے ہوئے قدرتِ ثانیہ کے ظہور کی تسلّی بھی دیتے ہیں۔ چنانچہ حضور علیہ السلام اپنے رسالہ "الوصیّت" میں فرماتے ہیں :-

"سو اے عزیزو جبکہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھا دے۔ سو اب ممکن نہیں ہے کہ اب خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی (اپنی وفات کے بارہ میں) ناقل) غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا دیکھنا بھی ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہو گا اور وہ دوسری قدرت نہیں آ سکتی جب تک میں نہ جاؤں"

(الوصیّت صفحہ ۶ مطبوعہ ۱۹۰۵ء)

"پہلی قدرت" خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت تھی۔ اور "دوسری قدرت" آپ کی وفات کے بعد آپ کے سلسلہ میں "نظامِ خلافت" کا جاری ہونا تھا۔ جیسا کہ آپ نے حضرت ابوبکر رضؓ کی مثال دے کر واضح کر دیا تھا۔

۴۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد جماعتِ احمدیہ کا خلافت پر اجماع

۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام مشیتِ ایزدی کے مطابق لاہور میں وفات پا گئے۔ ۲۷ مئی ۱۹۰۸ء کو قادیان میں آپ کی نمازِ جنازہ پڑھے جانے سے پیشتر بہشتی مقبرہ سے ملحق باغ میں اکابرینِ جماعت ممبران صدر انجمن احمدیہ اور قادیان میں موجود احمدیوں کا جو غیر معمولی اجتماع تھا اس میں باہمی مشورہ کے بعد متفقہ طور پر فیصلہ ہوا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے رسالہ "الوصیت" کے مطابق آپ کے سلسلہ میں "نظامِ خلافت" جاری ہو۔ اور اس وقت خلافت کے اس منصب کے سب سے زیادہ اہل حضرت مولانا نور الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ لہٰذا تمام جماعت نے آپ کو متفقہ طور پر خلیفہ منتخب کیا

اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے آپؓ کے ہاتھ پر تمام جماعت کو پھر جمع کر دیا۔ گویا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد جماعت احمدیہ کا یہ پہلا اجماع تھا۔ جس میں متفقہ طور پر فیصلہ ہُوا کہ

(الف) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تصنیف فرمودہ رسالہ "الوصیّت" میں اس امر کا واضح اشارہ ہے کہ آپؑ کی وفات کے بعد آپؑ کے سلسلہ میں "نظامِ خلافت" جاری ہو اور اسی کا نام "قدرتِ ثانیہ" ہے۔

(ب) صدر انجمن احمدیہ کی موجودگی میں بھی ایک واجب الاطاعت امام اور خلیفہ کی ضرورت ہے جو روحانی لحاظ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جانشین ہو گا۔

(ج) اور خلافت کے منصب کے سب سے زیادہ اہل حضرت مولانا نورالدین رضی اللہ عنہ ہیں اس لئے متفقہ طور پر آپؓ کو ہی خلیفہ منتخب کیا گیا۔ اور سب موجود دوستوں نے آپؓ کے ہاتھ پر بیعتِ خلافت کی چنانچہ اس بارہ میں اکابرینِ جماعت کی طرف سے مندرجہ ذیل اعلان سلسلہ کے دو اخبارات "الحکم" و "بدر" قادیان میں شائع ہُوا:-

(الف) "آپ (یعنی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام) کے وصایا مندرجہ رسالہ الوصیت کے مطابق حسبِ مشورہ معتمدین صدر انجمن احمدیہ موجودہ قادیان و اقرباء حضرت مسیح موعود و باجازت حضرت اُمّ المؤمنین کُل قوم نے جو قادیان میں موجود تھی اور جس کی تعداد اس وقت بارہ سو تھی والا مناقب حضرت حاجی الحرمین شریفین جناب حکیم نورالدین صاحب سلّمہ کو آپؑ کا جانشین اور خلیفہ قبول کیا اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ معتمدین میں سے ذیل کے اصحاب موجود تھے مولانا حضرت مولوی سید محمد احسن صاحب صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد صاحب جناب نواب محمد علی خاں صاحب شیخ رحمت اللہ صاحب۔ مولوی محمد علی صاحب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب۔ ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب۔ خلیفہ رشید الدین صاحب و خاکسار خواجہ کمال الدین ..... یہ خط بطور اطلاع کُل سلسلہ کے ممبران کو لکھا جاتا ہے کہ وہ اس خط کے پڑھنے کے بعد فی الفور حضرت حکیم الاُمّت خلیفۃ المسیح والمہدی کی خدمت بابرکت میں بذاتِ خود یا بذریعہ تحریر حاضر ہو کر بیعت کریں"

(ضمیمہ الحکم ۲۸ مئی ۱۹۰۸ء و بدر ۲ جون ۱۹۰۸ء)

(د) "حسبِ فرمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام مندرجہ رسالہ الوصیت ہم احمدیان جن کے دستخط ذیل میں ثبت ہیں اس امر پر صدقِ دل سے متفق ہیں کہ اوّل المہاجرین حضرت حاجی مولوی حکیم نورالدین صاحب .... کے ہاتھ پر احمد کے نام پر تمام احمدی جماعت موجودہ و آئندہ نئے ممبر بیعت کریں اور حضرت مولوی صاحب موصوف کا فرمان ہمارے واسطے آئندہ ایسا ہی ہو گا جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تھا"

دستخط شیخ رحمت اللہ صاحب خواجہ کمال الدین صاحب مولوی محمد علی صاحب۔ مولوی غلام حسن صاحب۔ مرزا یعقوب بیگ صاحب۔ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب وغیرہ۔

(بدر ۲ جون ۱۹۰۸ء)

مذکورہ بالا اعلانات سے صاف واضح ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد جماعت احمدیہ کا پہلا اجماع "خلافت" پر ہُوا۔ نیز اس امر پر کہ سلسلہ احمدیہ میں نظامِ خلافت کا قیام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وصایا مندرجہ رسالہ "الوصیّت" کے مطابق ہے۔ نیز یہ کہ صدر انجمن احمدیہ کی موجودگی میں بھی ایک ایسے شخص واحد کی ضرورت ہے جو روحانی اعتبار سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جانشین اور خلیفہ ہو۔ اور قوم کا "نقطۂ اتحاد" ہو۔ اور اس کا فرمان جماعت کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فرمان کی طرح ہو۔ یعنی وہ واجب الاطاعت امام ہو۔

پس جس طرح صدرِ اسلام میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے معاً بعد صحابہ کرامؓ کا خلافت پر اجماع ہُوا۔ اور اسلام میں خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کا بابرکت نظام جاری ہُوا اسی طرح اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے معاً بعد صحابہ حضرت مسیح موعود کا خلافت پر اجماع ہُوا اور جماعت میں خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کا بابرکت نظام جاری ہُوا۔ اور خوش قسمت ہے جماعتِ احمدیہ جو اس بابرکت نظامِ خلافت سے منسلک ہو کر خدمتِ دین اور اشاعتِ اسلام کا فریضہ سر انجام دے کر خدائی برکات سے متمتع ہو رہی ہے

خدا کرے کہ ہم اور ہماری اولادیں اور اولاد در اولاد اس نظامِ خلافت سے صدقِ دل سے وابستہ رہیں اور خدا تعالیٰ کے فضلوں اور رحمتوں اور برکتوں کے ابد الآباد تک مورد بنیں۔ اور خلافت کے بابرکت نظام کے ذریعہ ہماری جماعت ترقی کی منازل تیزی کے ساتھ طے کرتی رہے۔

اللّٰھم آمین اللّٰھم آمین اللّٰھم آمین

خلافت کی ضرورت و اہمیّت

از مکرم مولوی بشیر احمد صاحب فاضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ

تاریخ ابنِ اثیر میں درج ہے کہ سیدنا حضرت رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی حنظلہ الکاتب رضؓ نے حضرت عثمان رضؓ کی خلافت کے خلاف ہونے والے منصوبوں کو دیکھ کر فرمایا تھا ؎

عَجِبتُ لما یخوض الناس فیہ
یرومون الخلافۃ اَن تزول
ولو زالت لزال الخیر عنھم
ولاقوا بعدھا ذلًّا ذلیلا
وکانوا کالیھود والنصاریٰ
سواءً کلّھم ضلّوا السّبیلا

("تاریخ ابن اثیر جلد ۳ صفحہ ۲۳")

ترجمہ :- مجھے ان لوگوں کی باتوں سے تعجب ہوتا ہے جو چاہتے ہیں کہ خلافت ختم ہو جائے۔ واقعہ یہ ہے کہ اگر خلافت جاتی رہی تو یہ لوگ ہر خیر و برکت سے محروم ہو جائیں گے۔ اور اس کے بعد پوری طرح ذلیل ہو جائیں گے اور پھر محرومی میں وہ عیسائیوں اور یہودیوں کی طرح ہو جائیں گے اور سب گمراہ ہونے کے برابر ہوں گے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد کے واقعات پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر اُمّتِ محمدیہ خلافت پر قائم نہ ہوتی تو نہ ہی اندرونی طور پر مضبوط ہوتی اور نہ ہی بیرونی طور پر اسلام کو وسعت مل سکتی۔ اور جب مسلمانوں نے خلافت کو چھوڑا تب ان کی مرکزیت ختم ہو گئی اور وہ ذلیل و رسوا ہو گئے۔

آنحضرت صلعم کی وفات کے بعد صحابہ کرامؓ نے حضرت ابو بکرؓ کو خلیفہ مقرر کیا اور قوم کو افتراق و تنزل سے بچا لیا۔ ایک شیعہ بزرگ سید امیر علی صاحب لکھتے ہیں :-

"حضرت ابو بکرؓ اپنی بزرگی اور اپنے اثر کے باعث آنحضرت صلعم کے جانشین منتخب کرلئے گئے۔ آپؓ کی دانائی اور اعتدال پسندی مسلّم تھی آپؓ کے انتخاب کو حضرت علی اور آنحضرت صلعم کے خاندان کے افراد نے تسلیم کر لیا۔"

("تاریخِ اسلام از سید امیر علی")

خلیفہ ہونے کے فوراً بعد حضرت ابو بکرؓ نے ایک خطبہ میں فرمایا

"لوگو! مجھے خلافت کی خواہش نہیں تھی۔ مگر اب جبکہ تم نے مجھے اپنا سردار بنایا ہے تو تمہیں میری اطاعت کرنی پڑے گی۔ مجھ سے یہ توقع فضول ہے کہ میں وہی کام کر سکوں جو آنحضرت صلعم کرتے تھے۔ ان پر آسمان کے دروازے کھلے ہوئے تھے۔ دم بدم ان پر تازہ وحی ہوتی تھی۔ میں ایک معمولی سا شخص ہوں اور تم میں سے کسی سے بہتر نہیں تاہم میں انتہائی کوشش کروں گا کہ تم پر عدل و انصاف سے حکومت کر سکوں"

خلافت آپؓ کے لئے پھولوں کی سیج نہیں تھی۔ کیونکہ شر پسند لوگوں نے آپؓ کے خلاف شر پیدا کرنے کی کوشش کی۔ کئی قبائل نے بغاوت اور سرکشی کی۔ بعض نے زکوٰۃ دینے سے انکار کیا۔ بعض نے نماز سے۔ متعدد جھوٹے مدعیانِ نبوت کھڑے ہو گئے اور ہزاروں لوگ لوٹ مار کے لئے ان کے ساتھ ہو گئے لیکن حضرت ابو بکرؓ نے پوری ہمت، جرأت اور مردانگی سے ان سب فتنوں کا مقابلہ کیا

نتیجہ یہ ہُوا کہ حضرت ابو بکرؓ کا دور مسلمانوں کے لئے نہایت ہی بابرکت ثابت ہُوا۔ مسلمان اندرونی لحاظ سے تفرقہ اور فتنہ سے محفوظ ہو گئے۔ اور دوسری طرف ایران اور روم کی عظیم الشان سلطنتوں پر مسلمانوں کی فتح کا آغاز ہُوا۔ حضرت ابو بکر کی وفات کے بعد حضرت عمرؓ خلیفہ ہوئے اور آپؓ کے زمانہ میں اسلام کو نمایاں فتوحات حاصل ہوئیں اپنے تو اپنے بیگانے بھی ان فتوحات پر حیران تھے۔ بیرونی فتوحات کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کی اندرونی تنظیم کو بھی آپ نے مضبوط کیا۔ آپؓ کے زمانہ میں بھی ایک عنصر مخالفت کرتا رہا۔ لیکن اس عنصر کی مخالفت کے باوجود اسلامی نظام مستحکم بنیادوں پر بوجہ خلافت قائم ہو گیا۔ اور اسلامی تعلیم دور دور تک پھیل گئی۔

حضرت عمرؓ کی وفات کے بعد حضرت عثمانؓ کا دور آیا۔ آپؓ نے بھی مسلمانوں کی روحانی اور دنیوی ترقی میں نمایاں کردار ادا کیا۔ اور دنیا کے دور دراز مقامات تک اسلامی پرچم کو لہرا دیا۔ مسلمانوں میں سے ایک گروہ آپؓ کے بھی خلاف ہُوا اور اس گروہ نے یہ مطالبہ کیا کہ حضرت عثمانؓ خلافت [illegible] ہو جائیں۔ لیکن آپؓ نے یہ جواب دیا کہ [illegible] جو مجھے خدا تعالیٰ نے پہنائی ہے اس کو کوئی دوسرا کون اتار [illegible] باغیوں

کا زور بڑھ گیا اور حضرت عثمانؓ کو شہید کر دیا گیا دنیا کی تاریخ میں بہت سے نیک بندوں نے اعلیٰ مقاصد کے لئے جان دی ہے حضرت عثمانؓ کے سامنے بھی ایک اہم اور اعلیٰ مقصد تھا۔ اور وہ یہ کہ خلافت کے مقام کو محفوظ کریں اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کے سامنے خداشناسی، خداترسی نیکی و پرہیزگاری، انسان دوستی، عدل وانصاف کا جو ہمہ گیر پیغام پیش فرمایا ہے اس کو مرکزی حیثیت سے خلافت کے ذریعہ پھیلائیں چنانچہ حضرت عثمانؓ بیشک شہید ہوئے لیکن خلافت کا مقام آپ محفوظ فرما گئے۔ کیونکہ اگر آپؓ اس قمیص کو اتار دیتے اور باغی آپ کو خلافت سے معزول کرنے میں کامیاب ہو جاتے تو یقیناً خلافت کا مقام غیر محفوظ ہو جاتا۔

ان کے بعد حضرت علیؓ خلیفہ مقرر ہوئے انہوں نے بھی مسلمانوں میں اتحاد اور تنظیم کے لئے بے حد کوشش کی لیکن فتنہ پرداز لوگ آپ کے زمانہ میں بھی فتنہ پردازی میں مصروف رہے۔ اور وہ اپنی فتنہ پردازی میں یہاں تک بڑھ گئے کہ انہوں نے ناموس خلافت کو پاؤں تلے روندنے کی کوشش کی لیکن حضرت علیؓ نے بھی اپنے خون کی قربانی پیش کر کے خلافت کی حفاظت کی اور آپ نے بھی جام شہادت نوش فرمایا مگر خلافت کی مقدس امانت کو محفوظ رکھا۔ ان چار خلفاء کی تاریخ بتاتی ہے کہ صحابہ کرام خلافت کے وجود کو امت کی ترقی کے لئے بہت ضروری اور اہم سمجھتے تھے اس لئے خلافت کے خلاف منصوبوں کا وہ مقابلہ کرتے رہے۔

بعد میں جب مسلمانوں میں سلطنت اور حکومت کا نظام مقرر ہو گیا۔ تب بھی امت محمدیہ خلافت کے نظام کے احیاء کے لئے بے حد متمنی رہی لیکن نظام خلافت ختم ہونے کا نتیجہ یہ ہوا کہ امت محمدیہ تشتت کا شکار ہونا شروع ہو گئی اور آنحضرت صلعم نے مرکزی تنظیم کے ماتحت جو تبلیغ اسلام کا وسیع کام شروع فرمایا تھا وہ خلافت راشدہ کے بعد مرکزی حیثیت سے جاری نہ رہ سکا۔ اور یہ فریضہ مرکزیت سے نکل کر چند مخصوص بندگان خدا کی انفرادی کوششوں تک محدود ہو کر رہ گیا

اس زمانہ میں خداتعالیٰ نے اسلام کی نشأۃ ثانیہ کا پھر آغاز فرمایا جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بابرکت بعثت سے ہوا ہے۔ حضورؑ نے ایک جماعت کا قیام فرمایا اور ایک مرکزی تنظیم اسلام کے ایک وسیع نظام کی بنیاد ڈالی چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ:۔

"میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا"

اور ساتھ ہی یہ وعدہ فرمایا کہ جماعت میں قدرت ثانیہ یعنی خلافت کا سلسلہ دائمی طور پر جاری رہے گا۔

۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات ہوئی اور ۲۷ مئی کو جماعت نے متفقہ طور پر حضرت مولانا نورالدین صاحبؓ کو خلیفہ اوّل منتخب فرمایا۔ اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی آپؓ کے ہاتھ پر بیعت کی۔

آپؓ کے زمانہ میں بھی ایک گروہ آپ کی خلافت کے خلاف وسوسہ اندازی میں مصروف رہا مگر اللہ تعالیٰ نے حضرت خلیفہ اول رضؓ کے ہاتھ پر جماعت کو متحد رکھا اور آپؓ نے بارہا مخالفین کو تنبیہ کی کہ خلافت کی مخالفت اچھی چیز نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ:۔

"خلیفے بنانا انسان کا کام نہیں بلکہ خدا کا کام ہے۔۔۔۔۔ خلافت کیسری کی دکان کا سوڈا واٹر نہیں تم اس بکھیڑے میں کچھ فائدہ نہیں اٹھا سکتے نہ تم کو کسی نے خلیفہ بنانا ہے اور نہ میری زندگی میں کوئی خلیفہ بن سکتا ہے۔ جب میں مر جاؤں گا تو پھر وہی کھڑا ہوگا جس کو خدا چاہے گا۔ اور خدا اس کو آپ کھڑا کرے گا۔" (بدر ۴ جولائی ۱۹۱۲ء)

حضرت مولانا نورالدین صاحبؓ کے چھ سالہ دور خلافت میں اللہ تعالیٰ نے جماعت کو استحکام بخشا۔ مضبوطی عطا کی۔ تبلیغی کام کو جاری رکھنے کی جماعت کو اللہ نے توفیق دی۔ مخالفین خائب وخاسر رہے اور جماعت ترقی کی شاہراہ پر گامزن ہوئی۔

مارچ ۱۹۱۴ء میں حضرت خلیفہ اولؓ کا انتقال ہوا اور وسوسہ ڈالنے والا گروہ کھل کر سامنے آگیا۔ اور یہ نعرہ بلند کیا کہ جماعت میں خلافت کی ضرورت نہیں۔ لیکن احمدیہ جماعت چھ سال تک خلافت اولیٰ کی برکات کا مشاہدہ کر چکی تھی۔ احمدیوں نے ان فتنہ پردازوں کی منصوبہ بندی کو ناکام کر دیا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے موعود فرزند حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحبؓ کو جماعت کا دوسرا خلیفہ منتخب کر لیا۔ فتنہ پرداز گروہ جماعت سے الگ ہو گیا اور اس نے لاہور جا کر ڈیڑھ اینٹ کی مسجد علیحدہ بنا لی۔

جماعت احمدیہ نے حضرت محمودؓ کی قیادت میں عظیم الشان ترقی کی۔ آپؓ کے زمانہ میں نئے تبلیغی مشن کھولے گئے۔ اور برطانیہ امریکہ ہالینڈ جرمنی۔ سوئٹزرلینڈ۔ سپین۔ ناروے ڈنمارک گی آنا۔ ٹرینیڈاڈ۔ برٹش گی آنا۔ غانا نائیجریا۔ لائبیریا۔ مشرقی افریقہ۔ انڈونیشیا سنگاپور۔ بورنیو۔ فلسطین۔ شام۔ لبنان مصر۔ مسقط۔ ماریشس۔ سیلون۔ برما۔ عدن وغیرہ تمام ممالک میں خلافت ثانیہ میں ہی جماعتیں قائم ہوئیں۔

بیرونی ممالک میں متعدد مساجد تعمیر کی گئیں۔ بالخصوص لنڈن میں صرف مستورات کی مالی قربانی سے مسجد تیار کی گئی۔ اس مسجد کے تیار ہونے پر ایک رسالہ نے جس کا نام Beptest Times ہے لکھا تھا:۔

"اس مسجد کی تعمیر کو ایک چیلنج سمجھنا چاہئے۔ مغرب اب تک مشرق کو مذہباً اپنے ساتھ ملانے کی کوشش کرتا رہا ہے۔ مگر افسوس اس نے اپنی طاقت کو اپنے گھر میں کمزور کر دیا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ مشرق بھی مغرب کی طرف دیکھنے لگا ہے۔ اب مسلمانوں کی اذان کا نعرہ اس سرزمین میں سنایا جانے والا ہے"

اور اب خداتعالیٰ کے فضل سے پانچوں وقت کلیسا کے اس مرکز میں اذان کی آواز گونجتی ہے۔

ہالینڈ کے دارالخلافہ ہیگ میں جب احمدیہ مسجد تیار ہوئی تو وہاں کے ایک کثیرالاشاعت اخبار نے مسجد کی تصویر دے کر لکھا کہ یہ مسجد قاہرہ یا کراچی کی نہیں بلکہ ہیگ کی ہے۔ پھر لکھا کہ:۔

"اسلام نے یورپ پر دو دفعہ حملہ کیا۔ ایک دفعہ نویں صدی عیسوی میں جبکہ وہ سپین کے حاکم ہوئے اور دوسری دفعہ ترکوں نے سولہویں صدی عیسوی میں حملہ کیا اور وارسا تک پہنچ گئے لیکن دونوں دفعہ ہم نے اپنی قوت بازو سے مسلمانوں کا مقابلہ کر کے یورپ سے انہیں نکال دیا لیکن اب کے جو حملہ یورپ پر کیا گیا ہے وہ روحانی ہے اور دلوں پر حملہ ہے۔ ظاہری حملہ نہیں کیا عیسائیت میں روحانی طاقت ہے جو اس کا مقابلہ کر سکے"

مساجد کے قیام کے ساتھ ہی مختلف زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم کرائے گئے اور غیر مسلموں کو قرآن مجید کی تعلیم سے روشناس کرایا گیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نصف صدی سے زاید عرصہ تک شاندار خدمات دینیہ سرانجام دینے کے بعد ۱۹۶۵ء میں وفات پا گئے

آپؓ کی وفات کے بعد جماعت احمدیہ نے حضرت مرزا ناصر احمد صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو اپنا خلیفہ منتخب کر لیا اور اپنے اس واجب الاطاعت امام اور لیڈر کے ماتحت کام کر رہی ہے اور یہی ایک چیز ہے جو اس زمانہ میں جماعت احمدیہ کو دوسرے تمام اسلامی فرقوں سے ممتاز کرتی ہے اور ہمارا ایمان ہے کہ خلافت کی بدولت ہی انشاءاللہ جماعت دن دونی اور رات چوگنی ترقی کرتی چلی جائے گی۔ اس لئے خلافت کی قدر کرنا ہم سب کا اوّلین فرض ہے کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ وہ لوگ جنہوں نے آج سے اٹھاون سال قبل خلافت سے انکار کیا تھا اور جماعت سے علیحدگی اختیار کی تھی جہاں انہوں نے کوئی ترقی نہیں کی وہاں بالآخر انہیں اس امر کا بھی اعتراف کرنا پڑا کہ

"نظام کی بنیاد ایک ہی بات پر ہے کہ اِسْمَعُوْا وَاَطِیْعُوْا جب تک یہ روح پیدا نہ ہو جائے جب تک تمام افراد جماعت ایک آواز پر حرکت میں نہ آ جائیں جب تک تمام جماعت کی ایک سطح پر نہ آ جائیں ترقی محال ہے۔ غور کر کے دیکھ لیجئے اس کے بغیر کوئی نظام قائم رہ سکتا ہی نہیں۔ یہی اصول تھا جس نے حضرت ابوبکرؓ عمرؓ اور عثمانؓ کے زمانہ میں مسلمانوں پر فتوحات کے دروازوں کو کھول دیا تھا۔"

(پیغام صلح ۲۷ فروری ۱۹۳۷ء)

جب مسلمانوں کی ترقی خلافت سے ہی وابستہ ہے اور خلافت ہی مسلمانوں کے تشتت وافتراق اور مرکزیت کا واحد علاج ہے تو کیا کوئی باشعور مسلمان بالخصوص احمدی مسلمان خلافت کی ضرورت اور اس کی اہمیت نیز اس کی برکات سے انکار کر سکتا ہے؟

اعلانِ نکاح

مکرم مبشر احمد صاحب ابن چودھری بشیر احمد صاحب ساکن تلہ کور ہریانہ (برادر نسبتی قریشی سعید احمد صاحب درویش) کا نکاح خورشید جہاں صاحبہ نیلوفر بنت مکرم میر افضل حسین صاحب ساکن خانپور ملکی ضلع مونگھیر صوبہ بہار سے مبلغ دو ہزار روپے حق مہر پر حضرت مولوی عبدالرحمٰن صاحب فاضل نے بعد نماز عصر مسجد مبارک میں احباب کرام اور بزرگان سلسلہ کی خدمت میں درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس نکاح کو جانبین کے لئے مبارک کرے اور مثمر ثمرات حسنہ بنائے۔ آمین

اس خوشی کے موقعہ پر مکرم قریشی سعید احمد صاحب نے اعانت بدر میں مبلغ پانچ روپے دئے ہیں۔ جزاہ اللہ خیراً

خاکسار فرید احمد کارکن وقف جدید

زکوٰۃ اسلام کا بنیادی رکن ہے

خلافت ——— اسلامی اجتماعیت کا نشان

از مکرم چوہدری فیض احمد صاحب گجراتی قائمقام ناظر بیت المال آمد قادیان

یوں تو ایک لمبے عرصہ سے عالمِ اسلام ایسی ہی المناک کیفیات سے دوچار ہے۔ لیکن آج ان کیفیات میں بے پناہ شدت کے باعث یاسیت اور دل شکستگی نے افقِ مشرق سے لے کر افقِ مغرب تک اہلِ اسلام کے ہر ملک، ہر قریہ اور ہر بستی میں گویا خیمے گاڑ رکھے ہیں۔ کونسا دل ہے جو سوگوار نہیں۔ کونسی آنکھ ہے جو اشکبار نہیں۔ اور کونسا دماغ ہے جو حزن و ملال کی آماجگاہ نہیں۔ نگاہیں دبیز تاریکیوں سے ٹکرا کر پلٹ آتی ہیں لیکن روشنی کی کرن کا سراغ نہیں ملتا۔ تصورات کے آبگینے نامساعدت کی بادِ صرصر کے ہاتھوں ٹوٹ ٹوٹ جاتے ہیں اور تصور کی سکرین پر دھندلاہٹیں چھا جاتی ہیں۔

پھر یہ بات نہیں کہ سارے عالمِ اسلام میں کوئی دردمند دل نہیں۔ ہیں۔ اور بیشمار ہیں۔ کہیں ملکی پیمانہ پر انجمنیں بنتی ہیں۔ بڑے بڑے خوش آیند پروگرام مرتب ہوتے ہیں بڑی زوردار سکیموں کے ایجنڈے بنتے ہیں اور ابتداءً یہ خوش فہمی ہونے لگتی ہے کہ یہ انجمن کچھ کر گزرے گی لیکن ابھی جاری وہ خوش فہمی جواں ہوتی ہے کہ خبر آ جاتی ہے کہ وہ انجمن ٹوٹ گئی ہے

آں قدح بشکست و آں ساقی نماند

اور ہم اپنی خوش فہمی کی جوانمرگی کا ماتم کرنے لگتے ہیں!

پھر کہیں بین الاقوامی سطح پر مؤتمر عالمِ اسلامی تشکیل پاتا ہے اور امنگوں میں کسی قدر تازگی پیدا ہو جاتی ہے اور چند روز اس حسین تخیل میں بسر ہوتے ہیں کہ ممکن ہے اس بے دلی اور حسرت کا کوئی مداوا ہو جائے لیکن یہ خواب بھی چند ہی روز بعد بے تعبیر رہ جاتا ہے اور ہماری امیدوں کے شیش محل یاسیت کی سنگباری سے یکدم زمیں بوس ہو جاتے ہیں۔ اور ہم یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتے ہیں کہ کیا اس انجمن کے بانی بھی کچھ خودغرض لوگ تھے؟

من ازیں بیش ندانم کہ کفن دزدے چند
بہرِ تقسیمِ قبور انجمنے ساختہ اند

اور پھر یہ امر بھی قابلِ لحاظ ہے کہ آخر قدرت کی طرف سے ہماری ہر تدبیر ہمارے منہ پر کیوں ماری جاتی ہے۔ اور ہماری ان مساعی کو کامیابی کا منہ دیکھنا کیوں نصیب نہیں ہوتا۔ نیک انجامی ہماری کوششوں سے گریزپا کیوں ہے۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ ہم اپنے مرض کی صحیح تشخیص نہ کر پائے ہوں یا صحت یاب ہونے کی خواہش ہی ہمارے اندر مفقود ہو۔!

آئیے! ہم اپنے مرض کی تشخیص کریں اور اس تشخیص کے لئے قرآنِ پاک کو اپنا راہنما بنائیں اور پھر اس کے علاج کے لئے ان احکام و ہدایات پر صدقِ دل سے عمل کریں جو قرآنِ پاک اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے لئے مقرر فرمائے ہیں۔

اس مسلّمہ حقیقت سے کون ذی ہوش مسلمان انکار کر سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اہلِ اسلام کے لئے جتنی بھی عبادات فرض قرار دی ہیں ان سب میں اجتماعیت کا سبق دیا گیا ہے۔ وہ نماز ہو یا روزہ۔ زکوٰۃ ہو یا حج۔ ان سب عبادات کے ارکان و ترتیب میں انفرادیت کو قطعاً ناقابلِ لحاظ قرار دیا گیا ہے۔ اور سارا زور اجتماعیت پر دیا گیا ہے۔ اور اپنی انفرادیت کو اجتماعیت کے بیکراں سمندر میں ضم کر دینے کی تاکید کی گئی ہے یا یوں سمجھئے کہ اسلام کے نزدیک ایک فرد کی قدر صرف اسی صورت میں ہے کہ وہ اپنی ذات کو قوم کا ایک جزوِ لاینفک سمجھے۔ علامہ اقبال نے اس حقیقت کو یوں بیان کیا ہے:

فرد قائم ربطِ ملت سے ہے تنہا کچھ نہیں
موج ہے دریا میں اور بیرونِ دریا کچھ نہیں

یعنی موج ایک بے حقیقت شے ہے جب تک کہ وہ دریا سے جدا رہے اور جب دریا کی وسعت میں اپنی انفرادیت کو گم کر دے تو قوت کے اس منبع سے مل کر خود بھی طاقتور ہو جاتی ہے

اب نماز ہی کو لے لیجئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ یعنی تم جب میرے حضور اپنی عبودیت کا نذرانہ لے کر حاضر ہو تو تمہارے اندر اجتماعیت اور یک جہتی ہونی چاہیئے تمہاری جبینیں اس نیاز یکبارگی میرے حضور یوں جھکنا چاہیں کہ ایک سرے سے دوسرے سرے تک تمہاری انفرادیتیں ایک نظم اور ربط و ضبط کے ساتھ اجتماعیت کے مقصد اعلیٰ کے لئے فنا ہو چکی ہوں۔

بیشک بعض اوقات یوں ہوتا ہے کہ ایک نمازی اکیلے نماز پڑھتا اور اپنے خالقِ حقیقی کے حضور عرض و نیاز کر کے بڑی لذت پاتا ہے اور تخلیہ و تنہائی میں اپنے اوپر سوز و گداز اور رقت کی کیفیت پیدا کر سکتا ہے اور ایک کیفیت پاتا ہے۔ لیکن اسلام کا حکم ہے کہ سنن اور نوافل کی حد تک تو یہ جائز ہے لیکن جب تم فرض نماز ادا کرنا چاہو تو مسجد میں جاؤ رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لَا صَلٰوةَ اِلَّا بِالْجَمَاعَةِ تمہاری فرض نماز جماعت کے بغیر جائز ہی نہیں

اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے ہمیں روزانہ پانچ وقت "جماعت" بنانے کا حکم دیا ہے اور پھر یہ امر بھی واضح ہے کہ جماعت امام کے بغیر نہیں ہو سکتی۔ اور جب ہم روزانہ پانچوں وقت ایک امام کے پیچھے صف بندی کر کے اپنے اوپر اطاعت و انقیاد وارد کرتے ہیں تو ہم زبانِ حال سے یہ اقرار کرتے ہیں کہ ہم اپنی انفرادیت کو اجتماعیت میں ضم کرنے کو تیار ہیں۔ مگر افسوس! کہ روزانہ پانچ وقت کا یاد کیا ہوا سبق، اہلِ اسلام کئی صدیوں سے بھول چکے ہیں اور بھولتے ہی آ رہے ہیں

رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد خلافتِ راشدہ کا زمانہ "تاریخ" بڑے واضح رنگ میں ہمارے سامنے پیش کرتی ہے۔ اور ہم دیکھتے ہیں کہ خلفائے راشدین کے عہدِ سعید میں اپنی قلتِ تعداد کے باوجود نہایت تیزی کے ساتھ ترقی کی منازل طے کرتے رہے۔ لیکن جب بدقسمتی سے اجتماعیتِ اسلامی کا یہ سب سے بڑا سبق مسلمانوں نے فراموش کر دیا تو تن آسانی اور لامرکزیت نے تشتت و افتراق پیدا کر دیا۔ اور خلافت کی نعمت کو ترک کر کے مسلمان سلطانی کی ظاہری چمک دمک میں کھو کر رہ گئے۔ اور ادبار و تنزل کو ان کے گھروں کا راستہ مل گیا۔

پس اہلِ اسلام کا مرض یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے خلافت کا جو روحانی نظام قائم فرمایا تھا یا دوسرے الفاظ میں اس بابرکت اجتماعیت کے ذریعہ سے ان کی انفرادیت کے تمام دکھوں کا مداوا کیا تھا وہ اس سے اپنی ہی غلطیوں کے باعث محروم ہو گئے اور اس محرومی نے ان کی وحدت کو پارہ پارہ کر کے رکھ دیا۔ جس کا نتیجہ آج ہمارے سامنے ہے اور ہم حسرت بھری نگاہوں سے اپنے اس دورِ انحطاط کو دیکھ رہے ہیں اور بحالاتِ ظاہر یوں نظر آتا ہے کہ جس سے زیادہ بے بسی شاید آج تک کسی قوم کو نصیب نہیں ہوئی۔ ایک خوف ہے جو ہر مسلمان کے دل پر طاری ہے ایک مایوسی ہے جو ہر کلمہ گو کی دامنگیر ہے ایک حزن و ملال ہے جو ہر اہلِ قبلہ کی رگ رگ میں پیوست ہوا جا رہا ہے۔

لیکن سب سے بڑی بدقسمتی کی بات یہ ہے کہ اتنا کچھ ہونے کے باوجود عالمِ اسلام کی نگاہیں آسمان کی طرف نہیں اٹھتیں۔ اور مسلمانانِ عالم دنیوی اور مادی سہاروں کی تلاش میں دربدر ٹھوکریں کھاتے پھر رہے ہیں اور کاسۂ گدائی لے کر کفر و بے دینی کے آستانوں پر جبیں سائی کرتے پھرتے ہیں اور اپنے لئے مزید ذلت کا سامان پیدا کر رہے ہیں۔ العیاذ باللہ۔ حالانکہ آج سب سے بڑی ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اپنے قادر و توانا خدا کے دروازے پر جھک کر اسی سے اس جان لیوا مرض کا علاج دریافت کریں اور تمام جھوٹے اور فانی معبودوں کے دروازے چھوڑ کر ہم معبودِ حقیقی اور حی و قیوم خدا سے دریافت کریں کہ اے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا۔ اے اہلِ اسلام کے خدا اے ساری دنیا کے خالق و مالک! ہمارے اس دکھ کا علاج کیا ہے۔ ہمارے اس بے پناہ خوف کے ازالہ کی آسمانی تدبیر کیا ہے؟

اگر ہم واقعی ایسا کریں تو اللہ تعالیٰ آسمان کی بلندیوں سے فرمائے گا کہ اے میری راہِ راست سے بھٹکے ہوئے بندو! میں تو آج سے چودہ سو سال قبل تمہیں تیربہدف نسخہ بتا چکا ہوں۔ تم اگر اس کی توفیق پاؤ تو آج بھی اس نسخے کو استعمال کر کے دیکھو تمہارے تمام مصائب آناً فاناً دور ہو جائیں گے۔! تم ذرا قرآنِ پاک کی سورۂ نور میں اسے پڑھو

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي
الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ
قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي
ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ
بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا
يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ
ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ (ع ۷)

تم غور سے اور دل و دماغ کی کھڑکیاں کھول کر اس نسخہ کو پڑھو اور اس کے تمام اجزاء کی ترکیب سے ایک مرکب تیار کرو۔ اور پھر اسے میرے بتائے ہوئے طریق پر استعمال کرو۔ مجھے اپنی کبریائی کی قسم! تم ضرور شفایاب ہو گے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں اپنے اس نسخے کے ذریعہ جو کچھ فرمایا ہے اس کے بارہ میں تمام اجزاء کو ملحوظ رکھتے ہوئے کچھ عرض کیا جاتا ہے

سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو یہ حتمی وعدہ دیا ہے کہ وہ انہیں خلافت کی نعمتِ عظمیٰ سے سرفراز فرمائے گا۔ ایسے مومنوں کو جو اپنے عمل و کردار کے اعتبار سے صالح مومن کہلانے کے مستحق ہوں گے

گویا اللہ تعالیٰ نے اپنی اس گرانبہا نعمت کو اعمال صالحہ بجالانے والے مومنوں کے لئے مخصوص کر دیا۔ اور ہم سب جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد اپنے اس وعدہ کو بڑی شان کے ساتھ پورا فرمایا۔ ایسی شان کے ساتھ کہ خلفائے راشدین کے زمانہ میں ہر نیا دن اسلام اور مسلمانوں کے لئے ایک نیا مژدہ لے کر طلوع ہوا اور چند ہی سالوں میں خلافت راشدہ کی برکت سے مسلمان دور دراز کے علاقوں تک پھیل گئے اور قیصر و کسریٰ کی صدیوں پرانی اور منظم حکومتیں مسلمانوں کے ہاتھوں تہ و بالا ہو گئیں اور یہ اس لئے ہوا کہ سارا عالم اسلام تسبیح کے دانوں کی طرح ایک امام اور خلیفہ کے تابع فرمان تھا۔ اور اس کی ہر حرکت اور ہر سکون خلیفۂ وقت کے اشارے کا منتظر رہتا تھا۔ انگلی کے ایک اشارے پر لاکھوں سرفروش اپنی جانیں ہتھیلیوں پر رکھکر میدان جہاد میں کود پڑتے تھے اور خلیفۂ وقت کے ایک اشارۂ ابرو پر مالوں کے ڈھیر لگ جاتے تھے۔

اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ کہ مومنوں کو خلافت کی نعمت عظمیٰ بخشی جائے گی۔ کوئی وقتی وعدہ نہ تھا بلکہ ایک دائمی وعدہ تھا جو مشروط تھا ایمان اور اعمال صالحہ سے لیکن جب یہ شرط فوت ہو گئی اور مسلمان فتنہ و فساد اور تشتت و افتراق کا شکار ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے یہ نعمت ان سے واپس لے لی۔ تاہم اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ یہ نعمت دوبارہ مسلمانوں کو نہیں مل سکتی۔ قرآن پاک ایک دائمی شریعت ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ بھی قیامت تک کے لئے ہے۔ اور جب بھی اہل اسلام اپنے آپ کو اس نعمت کا مورد بنائیں گے اللہ تعالیٰ کا وعدہ پورا ہو گا۔

میں نے اوپر عرض کیا ہے کہ جب بھی اہلِ اسلام اپنے آپ کو اس نعمت کا مورد بنائیں گے اللہ تعالیٰ کا وعدہ ضرور پورا ہو گا۔ لیکن مجھے کہنا چاہیئے تھا کہ اے اہلِ اسلام! آپ ہی میں سے ایک اسلامی فرقہ جماعت احمدیہ نے اپنے عمل و کردار سے اس شرط کو پورا کر کے اللہ تعالیٰ سے اس کا انعام اور خلافت کی نعمت عظمیٰ پالی ہے اور شب و روز اس کی برکات سے وافر حصہ پا رہی ہے اور اپنی محدودیت کے خول سے باہر آکر اب خدا کے فضل سے دنیا کے تمام قابلِ ذکر ممالک میں بڑی تیزی کے ساتھ پھیل رہی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے وعدوں اور فضلوں کے سہارے ہمارے دل اس [illegible] سے لبریز ہیں کہ آئندہ تھوڑے ہی عرصہ میں یہ جماعت خلافت حقہ کے زیر سایہ ترقی کی [illegible] طے کرتی ہوئی اپنی منزلِ مقصود کو پالے گی۔ انشاء اللہ

اے اہل اسلام! خدارا دیکھئے کہ احمدیت کا قافلہ کس تیزی کے ساتھ اس مقام کی طرف خلافت کے زیر قیادت بڑھ رہا ہے جو مقام موعود ہے۔ اسلام کی عظمت کا سورج طلوع ہو چکا ہے اور آپ محض ایک ضد اور تعصب سے اپنی آنکھیں بند کئے اپنے آپ پر تاریکی وارد کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے اس حصہ کو جماعت احمدیہ کے ذریعہ پورا فرما دیا ہے کہ اہل اسلام میں سے جو جماعت خلافت کے انعام کی اہلیت و استحقاق اپنے اندر پیدا کرے گی اسے یہ انعام عطا کر دیا جائیگا۔ اب یہ انعام تو اس جماعت کو مل چکا جس نے ایمان کے ساتھ اعمال صالحہ بجالانے کی شرط پوری کر دی اور خدا تعالیٰ اپنے فضل سے اس جماعت کو دین اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے لئے قربانیوں کی توفیق بھی دے رہا ہے۔ اب یہ آپ کا کام ہے کہ اسلام کی سربلندی اور روحانی غلبہ کے مقام کی طرف بڑھتے ہوئے اس قافلہ میں شریک ہو جائیں۔

کیوں شریک ہو جائیں؟ اس لئے کہ موجودہ پر آشوب دور میں آپ جس حزن و ملال اور خوف سے دوچار ہیں اس کے ازالہ کے لئے آسمان نے جو علاج تجویز فرمایا ہے وہ یہی ہے کہ آپ جب تک حبل اللہ کو مضبوطی سے نہ پکڑیں گے آپ ان امراض سے شفا نہ پاسکیں گے۔ قرآن پاک فرماتا ہے کہ وَلَیُبَدِّلَنَّھُم مِّن بَعْدِ خَوْفِھِمْ اَمْناً۔ آپ کے خوف اور بے امنی کو امن میں تبدیل کرنے کا ایک ہی ذریعہ ہے کہ آپ خلافت حقہ اسلامیہ سے منسلک ہو جائیں آپ اس امن کی تلاش میں اپنے معبودِ حقیقی کے در سے منہ موڑ کر خود ساختہ مصنوعی خداؤں کی دہلیزوں پر اپنے سجدوں کی تذلیل گوارا کر رہے ہیں اور ایک خدا کو چھوڑنے کی سزا آپ کو قدرت نے یہ دی ہے کہ آپ کو ہزاروں مصنوعی خداؤں کے بت تراشنے پڑے ہیں جو آپ کے کسی کام نہیں آسکیں گے۔ آپ نے اسلام کے قرن اول میں صرف اور صرف ایک حقیقی خدا کا دامن پکڑا تھا۔ اور آپ نے تجربہ کر کے دیکھ لیا تھا کہ اس حقیقی خدا نے آپ کے ہاتھ کو جھٹکا نہیں تھا بلکہ آپ کی دستگیری کی تھی۔ اور یوں دستگیری کی تھی کہ طاغوتی طاقتیں دم بخود رہ گئی تھیں۔ آپ جدھر بھی نکل جاتے تھے کامیابیاں آگے بڑھ کر آپ کے قدم چومتی تھیں۔ اور خدا کے فرشتوں کی فوجیں آپ کی پشت پر کھڑی رہتی تھیں وہ فوجیں اب بھی آپ کی اسی حالت کی منتظر ہیں۔ وہی حالت جب آپ کے سجدوں سے روح زمین بھی کانپ جاتی تھی۔ اور اجابت خود آگے بڑھ کر آپ کی دعاؤں کا استقبال کرتی تھی۔ فرشتوں کی وہ فوجیں اس وقت کی منتظر ہیں جب آپ قرآن پاک کے احکام پر دل کی گہرائیوں سے عمل کر کے اپنے آپ کو خلافت کی نعمت عظمیٰ کا مستحق و مورد بنائیں گے۔

پس ایک طرف قرآن پاک کا یہ فیصلہ ہے کہ آپ کا خوف [illegible] امن صرف اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ آپ خلافت کے دامن کو مضبوطی سے تھام لیں اور دوسری طرف آپ کی وہ موجودہ کوششیں ہیں جو آپ آیۂ استخلاف کے بیان فرمودہ اس روحانی نسخہ سے روگردانی کر کے روبہ عمل لا رہے ہیں۔ قرآن پاک کا یہ فیصلہ اٹل ہے آپ اسے نظر انداز کر کے کامیابیوں سے کبھی ہمکنار نہیں ہو سکیں گے۔ آپ قدرت کے اشاروں کو سمجھیں۔ قدرت آپ کو جھٹکے دے دے کر بیدار کر رہی ہے۔ آپ کی راہِ راست سے بھٹکی ہوئی ساری ماتم کناں ہیں۔ اور عالم اسلام میں آنے والے مختلف قسم کے زلزلے آپ سے کہہ رہے ہیں کہ وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعاً اے مسلمانو! خدا کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور اپنے تمام اختلافات کو دلوں سے محو کر کے اپنے آپ کو ایمان اور صالح اعمال کے ذریعہ خلافت کی نعمت کا مورد بناؤ۔ اور پھر اللہ تعالیٰ کے اس وعدہ

وَلَیُبَدِّلَنَّھُم مِّن بَعْدِ خَوْفِھِمْ اَمْناً

کا کرشمہ [illegible] کہ کس طرح تمہارا سارا خوف یکلخت تمہارے دلوں سے قدرت کے ہاتھ سے نکال کر دور پھینک دیا جائے گا۔ تم امن کی تلاش میں جب تک نکسن اور کوسیگن اور چو این لائی کے دروازوں پر اپنے سجدوں کو ذلیل کرتے رہو گے اور اس شرک جلی پر کاربند رہو گے۔ امن تم سے دور بھاگتا رہے گا اور خوف پہلے سے بھی زیادہ زور اور شدت کے ساتھ تم پر مسلط ہوتا رہے گا۔ یہ سب تو سیاسی بازیگر ہیں اور مختلف چہروں کے ساتھ اور مختلف ناموں کے ساتھ دجال کے روپ ہیں۔ تم ان تمام دجالوں کی شعبدہ بازیوں کو بار بار دیکھ کر منہ کے بل گر چکے ہو۔ خدا کے لئے ان مصنوعی خداؤں کی پرستش سے باز آجاؤ۔ اور اللہ تعالیٰ نے مختلف رنگوں میں تمہیں اجتماعیت کے جو سبق دئیے تھے انہیں یاد کر کے ان پر عمل کرو۔ اور جب تم [illegible] تو پھر دیکھو گے کہ کیا پردہ غیب سے ظہور میں آتا ہے۔

پس اے مسلمان بھائیو! قرآن پاک آپ کو اپنی دائمی بشارتوں اور اللہ تعالیٰ کے وعدوں کی طرف توجہ دلا رہا ہے یہ وعدے آج بھی تازہ ہیں لیکن بعض شرائط کے ساتھ مشروط ہیں۔ اور وہ شرائط وہی ہیں جو صدر اسلام کے مسلمانوں نے پوری کیں اور اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضلوں کے دروازے ان پر کھول دئے۔ اور پھر ذرا سوچیئے تو! وہ شرائط کچھ مشکل بھی تو نہیں ہیں۔ !۔ خدا تعالیٰ کے حضور اپنی عبودیت تامہ کے ساتھ جھک کر اعمال صالحہ بجا لانا کون مشکل امر ہے۔ اور پھر اپنے انفرادی وجود کو اجتماعیت کی بے کرانی کے حوالے کر دینے میں کونسا امر مانع ہے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ تمہیں اپنی انانیت کو خدا اور اس کے خلیفہ کی مرضی کے تابع کرنا ہو گا۔ اور وسیع ترقومی مفاد کی خاطر اپنے محدود انفرادی مفاد کو قربان کرنا ہو گا۔ اور اس طرح اپنے روٹھے ہوئے خدا کو اپنی خوشنما بدخشاں آنکھوں کے ساتھ منانا ہو گا۔ یہ وقت ہے کہ تم رو رو کر اپنی سجدہ گاہوں کو تر کر دو ؎

سلیقہ نہیں تم کو رونے کا ورنہ
بڑے کام کا ہے یہ آنسو کا پانی

یہ ایک دردمند دل کی آواز ہے۔ آج تم جماعت احمدیہ اور اس کے مقاصد کو قابل التفات نہیں سمجھتے۔ آج تم ہمیں چھوٹی سی جماعت ہونے کی وجہ سے حقیر قرار دیتے رہو۔ ہمیں آپ سے کوئی شکوہ نہیں ہے۔ الٰہی جماعتیں ہمیشہ اپنی ابتدا میں حقارت کی نگاہوں سے دیکھی گئیں۔ لیکن خدارا یہ تو دیکھیئے کہ اللہ تعالیٰ کی تائید اور نصرت ہر آن ہمارے شامل حال ہے اور تبلیغ و اشاعت دین کے میدان میں ہم اپنے واجب الاحترام خلیفہ کی [illegible] میں ایک روحانی انقلاب لا رہے ہیں۔ اور یہ محض خدا تعالیٰ کا فضل [illegible] ہے کہ ہماری جماعت کو اسلام کی اشاعت کے لئے مالی اور جانی قربانیاں پیش کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔ الحمد للہ

پس اے ہمارے مسلمان بھائیو! اللہ تعالیٰ نے اہل اسلام پر رحم کرتے ہوئے جماعت احمدیہ میں نظام خلافت کو قائم فرمایا ہے۔ اور پھر متواتر تائیدات سے نوازا ہے۔ یہ خلافت اجتماعیتِ اسلامی کا ایک نشان ہے۔ یہ خلافت [illegible] اسلام کی نقیب ہے۔ خدا کے لئے اسے حقیر نہ جانو کہ یہ ایک خدائی تقدیر ہے جس [illegible] کامیابی سے ہمکنار ہو گی۔ انشاء اللہ

جنہیں حقیر سمجھ کر بجھا دیا تم نے
وہی چراغ جلاؤ تو روشنی ہو گی

تقریر جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۷۱ء منعقدہ فروری ۱۹۷۲ء

قسط اول

سلسلہ عالیہ احمدیہ میں نظامِ خلافت

از مکرم مولوی محمد عمر صاحب فاضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ مدراس

وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ دِیْنَھُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَھُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّھُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِھِمْ اَمْنًا یَعْبُدُوْنَنِیْ لَا یُشْرِکُوْنَ بِیْ شَیْئًا وَمَنْ کَفَرَ بَعْدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ (سورۂ نور ع)

خدا تعالیٰ بنی نوعِ انسان کو زندگی کے صحیح مقصد سے آگاہ کرکے ان کی روحانی اور اخلاقی رہنمائی کے لئے ہر زمانے، ہر قوم اور ہر ملک میں انبیاء علیہم السلام کو مبعوث فرماتا رہا ہے۔

اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً کے الٰہی ارشاد کے مطابق تمام انبیاء اور مرسلین دنیا میں خدا تعالیٰ کے خلیفہ اور نائب بن کر آتے رہے اور پھر جب یہ مامورین من اللہ نیکی اور تقویٰ کا بیج بو کر اور ایک الٰہی جماعت کی بنیاد ڈال کر اس جہانِ فانی سے رخصت ہو جاتے ہیں تو ان کے بعد ان کے مشن کی تکمیل کے لئے اللہ تعالیٰ خلافت کے سلسلہ کو قائم فرماتا ہے گویا کہ خلافت نبوت کا تتمہ ہوتی ہے۔

خلافت کی تعریف کرتے ہوئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"خلیفہ جانشین کو کہتے ہیں اور رسول کا جانشین حقیقی معنوں کے لحاظ سے وہی ہو سکتا ہے جو ظلّی طور پر رسول کے کمال اپنے اندر رکھتا ہو۔"

ایک اور جگہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"اس طرح خدا تعالیٰ قوی نشانوں کے ذریعہ ان کی سچائی ظاہر کر دیتا ہے جس راستبازی کو وہ دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں اس کی تخم ریزی انہی کے ہاتھ سے کر دیتا ہے لیکن اس کی پوری تکمیل ان کے ہاتھ سے نہیں کرتا۔ بلکہ ایسے وقت میں ان کو وفات دے کر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے۔ مخالفوں کو ہنسی ٹھٹھے اور طعن و تشنیع کا موقع دے دیتا ہے۔ اور جب وہ ہنسی ٹھٹھا کر چکتے ہیں تو پھر ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن کے ذریعہ سے وہ مقاصد جو کسی قدر ناکام رہ گئے تھے اپنے کمال کو پہنچتے ہیں" (الوصیت)

سیدنا حضرت مصلح موعودؓ خلافت کی تعریف کرتے ہوئے اپنی جماعت کو مخاطب فرماتے ہیں:-

"اے دوستو! میری آخری نصیحت یہ ہے کہ سب برکتیں خلافت میں ہیں نبوت ایک بیج ہوتی ہے جس کے بعد خلافت اس کی تاثیر کو دنیا میں پھیلا دیتی ہے"

(الفضل ۲۰ مئی ۱۹۵۹ء)

پس خلافت کا نظام فی ذاتہٖ اپنے اغراض و مقاصد کے اعتبار سے نہایت عظیم الشان ہے موجودہ دور میں جبکہ انسان ہر نظام کو اپنے خود ساختہ نظریہ کے آئینہ میں دیکھتا ہے اور انسان کا اندازِ فکر مختلف قسم کے باطل نظریوں جیسے ڈکٹیٹر شپ، جمہوریت، شہنشاہیت، سوشلزم کمیونزم، امپیریلزم، بولشوازم وغیرہ سے اثر انداز ہو رہا ہے نظامِ خلافت کی عظمت کو ظاہر کرنے کے لئے یہ بتا دینا ضروری ہے کہ اس سے کس قسم کا نظام مراد ہے۔

اسلامی تعلیمات کی روشنی میں نظامِ خلافت جمہوریت اور ڈکٹیٹر شپ کے بین بین ایک راہ ہے۔ انتخاب بیشک لوگوں کے ذریعہ ہوتا ہے لیکن درحقیقت خدائی تقدیر لوگوں کو اپنے خلیفہ کی طرف لا رہی ہوتی ہے اور منتخب ہونے والا خلیفہ عمر بھر کے لئے خلیفہ ہوتا ہے اس کو معزول نہیں کیا جا سکتا۔ اور یہ کہ خلیفہ مومنین سے مشورہ ضرور لیتا ہے لیکن یہ ضروری نہیں کہ ہر مشورہ کو وہ قبول بھی کرے۔ اور نہ ہی وہ عوام کے سامنے جوابدہ ہوتا ہے۔

جیسا کہ خلافت کی تعریف کرتے ہوئے میں نے بتایا تھا کہ خلافت تتمہ ہوتی ہے نبوت کا۔ تو اس سے خلافت کا بلند مقام اور اس کی عظمت ظاہر ہو جاتی ہے۔ خلیفۂ وقت نبوت کے ۔۔۔ کی حیثیت رکھتا ہے۔ اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَا کَانَتْ نُبُوَّۃٌ قَطُّ اِلَّا تَبِعَتْھَا خِلَافَۃٌ یعنی نبوت کے بعد خلافت ضروری ہے (کنز العمال جلد ۲ صفحہ ۱۱۹) ایک خلیفہ کو ایک نبی کے قائمقام ہونے کا اعزاز اور شرف حاصل ہوتا ہے۔ اور نبی کے بعد اس ہر ناتمام اور نامکمل کاموں کی تکمیل اس کا فرض ہوتا ہے تو خود بخود اس کے بلند مقام اور اس کی اہمیت اور عظمت کا اندازہ ہو جاتا ہے

خدا تعالیٰ نے اُمّتِ محمدیہ میں قیامِ خلافت کے بارے میں یہ دائمی وعدہ فرمایا ہے:-

وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ دِیْنَھُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَھُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّھُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِھِمْ اَمْنًا وَمَنْ کَفَرَ بَعْدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ

یعنی اللہ تعالیٰ نے تم میں سے ایمان لانے والوں اور مناسبِ حال عمل کرنے والوں سے وعدہ کیا ہے کہ وہ ان کو زمین میں خلیفہ بنا دے گا جس طرح ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنا دیا تھا۔ اور جو دین اس نے ان کے لئے پسند کیا ہے وہ ان کے لئے اسے مضبوطی سے قائم کر دے گا اور ان کے خوف کو امن میں تبدیل کر دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے کسی چیز کو میرا شریک نہیں بنائیں گے۔ اور جو لوگ اس کے بعد بھی انکار کریں گے وہ نافرمانوں میں قرار دئے جائیں گے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خلافت ایک نعمتِ خداوندی ہے۔ ایک وعدۂ الٰہی ہے، جب تک قوم ایمان اور عملِ صالح پر قائم رہے گی خدا اپنے اس وعدہ کے مطابق مومن اور نیکوکاروں میں خلافت کو قائم کرے گا۔

حضرت رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم اپنے بعد اُمتِ محمدیہ میں رونما ہونے والے حالات کے بارے میں پیشگوئی فرماتے ہیں:-

تَکُوْنُ النُّبُوَّۃُ فِیْکُمْ مَا شَاءَ اللّٰہُ اَنْ تَکُوْنَ ثُمَّ یَرْفَعُھَا اللّٰہُ تَعَالٰی ثُمَّ تَکُوْنُ خِلَافَۃٌ عَلٰی مِنْھَاجِ النُّبُوَّۃِ مَا شَاءَ اللّٰہُ اَنْ تَکُوْنَ ثُمَّ تَکُوْنُ مُلْکًا عَاضًّا فَیَکُوْنُ مَا شَاءَ اللّٰہُ اَنْ تَکُوْنَ ثُمَّ یَرْفَعُھَا اللّٰہُ ثُمَّ تَکُوْنُ مُلْکًا جَبْرِیَّۃً فَیَکُوْنُ مَا شَاءَ اللّٰہُ اَنْ یَکُوْنَ ثُمَّ یَرْفَعُھَا اللّٰہُ تَعَالٰی ثُمَّ تَکُوْنُ خِلَافَۃٌ عَلٰی مِنْھَاجِ النُّبُوَّۃِ

(مشکوٰۃ باب الانذار والتحذیر)

اس ارشادِ نبوی میں واضح طور پر فرما دیا گیا ہے کہ میرے بعد خلافت علیٰ منہاجِ نبوت کا قیام ہوگا اور پھر اس کے بعد ملک عاض اور اس کے بعد جبری حکومت ہوگی۔ یعنی جابر حکمران ہوں گے۔ پھر آخر کار خلافت علیٰ منہاجِ نبوت کا دوبارہ قیام ہوگا۔

اس وعدۂ الٰہی اور پیشگوئی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے مطابق آنحضرت صلعم کی وفات کے بعد حضرت ابوبکرؓ اور آپؓ کے بعد خلفاء راشدین خلافت علیٰ منہاجِ نبوت پر فائز ہوئے۔ اس کے بعد ایک عرصہ تک خلافت برائے نام جاری رہی تھی۔ لیکن ۱۲۵۸ء میں جب ہلاکو خاں نے بغداد کو جو خلافت کا تخت گاہ سمجھا جاتا تھا، تاخت و تاراج کر دیا تو اس ظاہری خلافت کا بھی خاتمہ ہو گیا پھر ایک رسمی خلافت کا سلسلہ چلتا رہا جو بالآخر پہلی جنگِ عظیم میں اتحادیوں کے ذریعہ ترکی کی حکومت کا تختہ الٹنے کے نتیجہ میں خلیفۃ المسلمین کا بھی وجود بھی ختم ہو گیا۔ اس کے بعد مسلمانوں کے لیڈروں اور ان کے حکمرانوں نے بہت کوشش کی کہ مسلمانوں میں اجتماعیت اور وحدت کو قائم کرنے کے لئے اس خلافت ترکیہ کو از سرِ نو قائم کیا جائے۔ چنانچہ ہندوستان میں بھی مہاتما گاندھی اور مولانا محمد علی اور مولانا شوکت علی صاحب کی سرکردگی میں تحریکِ خلافت کے نام سے مہم چلائی گئی لیکن یہ تمام تحریکیں اور کوششیں ناکام و نامراد ہو کر رہ گئیں

لیڈرانِ قوم اور علمائے دین متین کہلانے والوں نے بہت کوشش کی کہ کم از کم ہندوستان کے تمام مسلمانوں کو ایک نظام اور تنظیم اور پلیٹ فارم پر جمع کیا جائے اور اس طرح مسلمانوں کی کھوئی ہوئی شان و شوکت اور ان کی عظمت کو دوبارہ قائم کیا جائے۔ چنانچہ حال ہی میں مسلمانوں کے ایک لیڈر ڈاکٹر سید محمود صاحب نے اسی مقصد کے پیشِ نظر مجلس مشاورت کے نام سے ایک تنظیم قائم کی اور مسلم لیگ، جمعیۃ العلماء اور جماعتِ اسلامی وغیرہ تنظیموں کے نمائندگان کو اس میں شریک کرایا۔ اس مجلس کی صدارت سنبھالتے ہوئے انہوں نے جو تقریر کی اس میں کہا:-

"یہ عزم و ارادہ لال قلعہ سے زیادہ مستحکم، قطب مینار سے زیادہ بلند، تاج محل سے زیادہ خوبصورت اور ملک کی وسعت سے زیادہ وسیع ہے۔ اور اس کام کا بیڑا ہم نے اٹھایا ہے"

لیکن ایک مختصر سے عرصہ کے بعد انہی صاحب نے فرمایا کہ:-

"افسوس! جس جوش و خروش کے ساتھ ہم چلے تھے وہ باقی نہ رہا۔ یہ جماعت بھی اختلافات، خود غرضی اور مفاد پرستی کا شکار ہو گئی۔ بہت سے اختلافات پیدا ہو گئے۔ مجھے سخت مایوسی ہوئی۔ دل صدمہ پہنچا اور اب میں نے مکمل خاموشی اور کنارہ کشی اختیار کر لی ہے۔ بس اب صرف برائے نام مجلس مشاورت کے ساتھ رہ گیا ہے۔"

(ماہنامہ ہمارا ہندوستان ڈائجسٹ دہلی اپریل ۱۹۶۸ء)

۱۹۶۲ء میں ابن سعود کی سرکردگی میں مکہ مکرمہ میں رابطۃ العالم الاسلامیہ کے نام سے

ایک تنظیم قائم کی گئی۔ اس تنظیم میں عالم اسلام کے ممتاز ترین علماء حکمرانوں اور لیڈروں نے شرکت کی اور اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے لئے بڑے بڑے منصوبے تیار کئے لیکن اس تنظیم کو بھی کامیابی نہیں ہوئی۔

اب حال ہی میں تمام اسلامی ریاستوں اور حکومتوں نے Islamic Secretariate کے نام سے ایک اور نئی تنظیم قائم کی اور سابق وزیر اعظم ملائیشیا ٹنکو عبد الرحمٰن کو اس تنظیم کا جنرل سیکرٹری بنایا گیا۔ اب حال ہی میں انہوں نے ملائیشیا کے ایک اخباری نمائندے کو بیان دیتے ہوئے کہا کہ اسلامی سیکرٹریٹ جس مقصد کے تحت قائم کیا گیا ہے وہ ناکام ہو رہا ہے۔ اور اب یہ تنظیم معرض خطر میں ہے

اس طرح مسلمانوں کی بہبود کے لئے جو بھی تنظیم اور تحریک اٹھتی ہے بالآخر اسے ناکامی اور شکست کا منہ ہی دیکھنا پڑتا ہے۔ یہ سب کچھ اس لئے ہو رہا ہے کہ مسلمانوں نے اس نظام کو ملحوظ نہ رکھا جو خلافت کے وعدہ الٰہی میں مذکور ہے چنانچہ اسی حقیقت کا اعتراف کرتے ہوئے اہل سنت والجماعت لاہور کی طرف سے شائع ہونے والا رسالہ "جہاں جدید" لکھتا ہے:-

"سب سے بڑا ظلم جو مسلمانوں نے اپنی خود غرضی کی بناء پر کیا وہ یہ تھا کہ خلافت علیٰ منہاج نبوت کا سلسلہ ختم کر کے رکھ دیا اور امت مسلمہ کو بھیڑوں کے ریوڑ کی طرح جنگل میں ہانک دیا۔ کہ جاؤ چرو چگو۔ اپنا پیٹ پالو۔ مرکز خلافت ہی ایک ایسا منصب تھا جو مسلمانوں کو منتشر ہونے کی بجائے ایک مرکز پر جمع رکھتا اور ایک نصب العین مقرر کر کے ان کی تنظیمی قوت کو محفوظ رکھتا ہے۔"

(جہاں جدید لاہور ۱۹۶۲ء)

اسی طرح لاہور کے اخبار تنظیم اہل حدیث کے ایڈیٹر صاحب یوں رقمطراز ہیں:-

"اگر زندگی کے ان آخری لمحات میں ایک دفعہ پھر خلافت علیٰ منہاج نبوت کا نظارہ نصیب ہو گیا تو ہو سکتا ہے کہ ملت اسلامیہ کی بگڑی سنور جائے اور روٹھا ہوا خدا پھر سے من جائے اور ہنوز رہا مگر دائمی ملت اسلامیہ کی یہ ناؤ شاید کسی طرح اس کے گرداب سے نکل کر ساحل عافیت سے ہمکنار ہو جائے ورنہ قیامت میں ہم سب سے خدا پوچھے گا کہ دنیا میں تم نے ہر دوسرے کے اقتدار کے لئے راہ ہموار کی۔ کیا اسلام کے غلبہ اور قرآن حکیم کے اقتدار کے لئے بھی کچھ کیا۔؟"

(تنظیم اہل حدیث ۱۵ ستمبر ۱۹۶۲ء)

الغرض ہر درد مند دل رکھنے والے مسلمان کی یہ دلی آرزو اور تڑپ ہے کہ پھر سے اسلام کی عظمت اور شوکت خلافت اسلامیہ کے ذریعہ قائم ہو۔ اسلام کا درد رکھنے والا ہر دل علامہ اقبال کی طرح چیخ اٹھتا ہے اور یہ آرزو اور تڑپ رکھتا ہے کہ ؎

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

چونکہ خلافت خدا تعالیٰ کا ایک دائمی وعدہ ہے اس لئے اپنے اس وعدے کا ایفاء کرتے ہوئے خدا تعالیٰ نے اس صحیح تڑپ اور دلی جذبہ کو سنا اور اپنے وعدہ کے مطابق دوبارہ ملت اسلامیہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ خلافت علیٰ منہاج نبوت کا سلسلہ جاری فرمایا اور یہ سلسلہ انشاء اللہ قیامت تک جاری رہے گا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:-

"اے عزیزو جبکہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلاوے۔ سو اب ممکن نہیں کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں۔ کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔"

(الوصیت)

خلافت احمدیہ کے دائمی ہونے کے سلسلہ میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:-

"جیسے موسیٰ کے بعد ان کی خلافت عارضی رہی لیکن حضرت عیسیٰ کے بعد ان کی خلافت کسی نہ کسی شکل میں ہزاروں سال تک قائم رہی اسی طرح گو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلافت محمدیہ تواتر کے رنگ میں عارضی رہی لیکن مسیح محمدی کی خلافت مسیح موسوی کی طرح ایک غیر معین عرصہ تک چلتی چلی جائے گی۔"

(الفضل ۳ر اپریل ۱۹۵۲ء)

تقدیر الٰہی کے مطابق ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وصال ہوا تو وہ دن جماعت احمدیہ کے لئے بہت بڑی آزمائش کا دن تھا۔ یہ ایسا سانحہ عظیمہ تھا جس نے آن واحد میں وابستگان احمدیت کو رنج و غم کی گہرائیوں میں دھکیل دیا۔ مخالفین نے یقین کر لیا کہ اب ان کا شیرازہ بکھر جائے گا اور ان کی جماعتی وحدت پارہ پارہ ہو جائے گی۔ لیکن عین اس وقت خدا تعالیٰ اپنی قدرت ثانیہ کا ہاتھ دکھلاتا ہے اور ساری جماعت ایک زبان ہو کر اور مجتمع ہو کر سیدنا مولانا حضرت حافظ نور الدین صاحب رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت خلافت کر لیتی ہے۔ پس جماعت کا سب سے پہلا اجماع خلافت علیٰ منہاج نبوت پر ہوا۔ اور حضرت مولانا نور الدین رضی اللہ عنہ کے ذریعہ جماعت میں قدرت ثانیہ کا قیام ہوتا ہے

حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کی خلافت کے بارے میں بھی مختلف قسم کی پیشگوئیاں ہمیں نظر آتی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک طرف یہ خبر دی کہ میری امت کی ہلاکت قریش کے ہاتھوں ہوگی (بخاری کتاب الفتن) تو دوسری طرف دعا فرمائی کہ اللّٰھم اذقت اول قریش نکالاً فاذق آخرھم نوالاً (ترمذی جلد دوم فضل الانصار والقریش) کہ اے خدا جس طرح تو نے اول قریش کو بلا سے دوچار کیا اسی طرح انجام کار ان کو اپنی عطا سے بہرہ ور کرنا۔

یہ دعا حضرت خلیفۃ المسیح اول کے ذریعہ پوری ہوئی جو قریشی النسل تھے۔ اس طرح خلافت کا اختتام بھی قریش سے ہوا اور اس کا احیاء اور اجراء بھی قریش ہی سے ہوا۔

حضرت محی الدین ابن عربی (۱۱۶۴ - ۱۲۴۰) نے پیشگوئی فرمائی کہ آنے والے موعود کا ایک خاص وزیر حافظ قرآن ہوگا۔ چنانچہ لکھتے ہیں:-

وھم من الاعاجم ما فیھم عربی لکن لا یتکلمون الا بالعربیۃ لھم حافظ لیس من جنسھم ما عصی اللّٰہ قط ھو اخص الوزراء وافضل الامناء

(فتوحات مکیہ جلد ۳ ص ۳۶۵)

اسی طرح پانچویں صدی کے مسلمہ امام حضرت یحییٰ ابن عقب حضرت امام مہدی کی علامات بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ:-

اذا ما جاءھم العربی حقاً
علیٰ عمل سیبات لا محال

(شمس المعارف الکبریٰ مصری ص ۳۳۹، ۳۴۰)

یعنی اس کے بعد ایک عربی النسل شخص آئے گا جو امام مہدی کے قائمقام ہو کر انہی کے نقش قدم پر چلتے ہوئے جماعت کی امامت کو سنبھالے گا

اس طرح ان پیشگوئیوں کے مطابق حضرت خلیفۃ المسیح اول خلافت علیٰ منہاج نبوت پر فائز ہوتے ہیں۔ چھ سال کے کامیاب اور عظیم الشان عہد خلافت کے بعد ۱۳ مارچ ۱۹۱۴ء کو جب آپ رضی اللہ عنہ کا وصال ہوتا ہے تو ایک دفعہ پھر دنیائے احمدیت کو رنج و غم کی عمیق تاریکی سے دوچار ہونا پڑا۔ اس وقت جماعت میں دشمنوں کی سازشانہ سازشوں کو دیکھتے ہوئے ذہنی طور پر ایک بحران کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ ایک طرف لوگ کہتے تھے کہ نور الدین رضی اللہ عنہ بزرگ تھے دانا و زیرک تھے۔ تجربہ کار اور عالم و فاضل تھے۔ اب کون ہے جو اس نوخیز چھوٹی سی جماعت کی وحدت کو قائم رکھ سکتا ہے۔!! دوسری طرف جماعت کے اندر ہی کچھ سازشیوں نے اپنے اثر و رسوخ طاقت و اقتدار، دولت و ثروت، انگریزی دانی اور دنیاوی ڈگری کے بل بوتے پر خلافت کے خلاف علم بغاوت بلند کر دیا۔

اس صبر آزما اور ابتلا انگیز گھڑی میں اور ہیبت ناک تاریکی میں خدا تعالیٰ نے مظہر الحق والعلا کان اللّٰہ نزل من السماء کا نظارہ دکھا دیتا ہے۔ اور ایک دفعہ پھر اپنی قدرت ثانیہ کی جلوہ گری فرماتا ہے یعنی سیدنا حضرت محمود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مسند خلافت پر متمکن کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا خلیفہ ثانی منتخب فرماتا ہے۔

آپ رضی اللہ عنہ کی ذات اقدس کے حق میں بھی ہمیں کئی پیشگوئیاں نظر آتی ہیں، جن کے ذکر کی یہاں گنجائش نہیں۔ اپنے اس اولوالعزم خلیفہ کے بارے میں خدا تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو آپ کی پیدائش سے بھی قبل بشارت دے چکا تھا جو پیشگوئی مصلح موعود کے نام سے عالم احمدیت میں شہرت پا چکی ہے۔

یہودیوں کی حدیث کی کتاب طالمود میں آپ کے بارے میں اس طرح پیشگوئی نظر آتی ہے کہ

It is also said that he (Promised Messiah) shall die and his Kingdom descend to his son and grandson.

یعنی مسیح موعود کے وصال کے بعد آپ کی خلافت آپ کے بیٹے اور پوتے میں منتقل ہو جائے گی

(طالمود باب پنجم ص ۳۳)

حضرت امام یحییٰ بن عقب جنہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح اول کے بارے میں پیشگوئی فرمائی تھی جس کا ابھی ذکر کیا گیا تھا اس کے آگے وہ لکھتے ہیں:-

ومحمود سیظھر بعد ھذا
ویملک الشام بلا قتال
وعند ما منہ یوم عظیم
سیقتل فیہ شبان الرجال

یعنی اس قریشی النسل خلیفہ کے انتقال کے بعد محمود کا ظہور ہوگا جس کے زمانہ کی ایک علامت یہ بتائی گئی ہے کہ ان کے زمانہ میں ایک عظیم الشان جنگ ہوگی۔ چنانچہ ۱۹۱۴ء میں جونہی آپ مسند خلافت پر فائز ہوتے ہیں دنیا کو ایک یوم عظیم — ایک جنگ عظیم کا سامنا کرنا پڑتا ہے

۵۲ سال کے کامیاب اور بے نظیر عہد خلافت کے بعد ۷ر نومبر ۱۹۶۵ء کو اسلام کے فتح نصیب جرنیل کشتی احمدیت کے ناخدا۔ گلشن احمد کے باغبان اور قوم احمد کے روحانی پیشوا لاکھوں دردمند اور غمزدہ انسانی قلوب کو جھنجھوڑتے ہوئے اپنے مولائے حقیقی کی آغوش رحمت سے جا ملے تو ایک دفعہ پھر عالم احمدیت کو رنج و حزن سے دوچار ہونا پڑا۔

لیکن ہر احمدی کا دل اس بات پر تسکین اور طمانیت پا رہا تھا کہ خدا تعالیٰ اپنی قدرتِ ثانیہ کی جلوہ گری اپنے وعدوں کے مطابق ضرور فرمائیگا۔

اس کے علاوہ حضرت مصلح موعودؓ کی یہ بشارت بھی اُن کے کانوں میں گونج رہی تھی کہ:۔

"یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس نے مجھے خوشخبری دی ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے کاموں کو پورا کرے گا اور میرا انجام نہایت خوشکن ہوگا۔ چنانچہ ۱۹۴۲ء میں اللہ تعالیٰ نے مجھے الہاماً فرمایا

مَوْتُ حَسَنٍ فِی وَقْتِ حَسَنٍ

کہ جس کی موت بہترین موت ہوگی۔ اور ایسے وقت میں ہوگی جو بہتر ہوگا اس الہام میں مجھے حسن کا بروز کہا گیا ہے۔ اور بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ میری ذات سے تعلق رکھنے والی پیشگوئیوں کو پورا کرے گا۔ اور میرا انجام بہترین انجام ہوگا اور جماعت میں کسی قسم کی خرابی پیدا نہ ہوگی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

(تفسیر کبیر جلد ۶ جزو ۴ حصہ چہارم صفحہ ۱۸۹)

اس بشارت کے مطابق خدا تعالیٰ اپنی قدرتِ ثانیہ کے تیسرے مظہر کے طور پر سیدنا حضرت امیر المؤمنین مرزا ناصر احمد صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو منتخب فرماتا ہے۔ آپ کا وجود باجود بھی مختلف پیشگوئیوں کا مظہر ہے چنانچہ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کو آپ کے متعلق قبل ازیں بشارت دی کہ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ نَافِلَةً لَّكَ۔ یعنی ہم ایک لڑکے کی تجھے بشارت دیتے ہیں جو تیرا پوتا ہوگا۔

اسی طرح حضرت مصلح موعودؓ نے ۲۶ ستمبر ۱۹۰۹ء کو ایک خط میں تحریر فرمایا کہ:۔

"مجھے بھی خدا تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ میں تجھے ایک ایسا لڑکا دوں گا جو دین کا ناصر ہوگا۔ اور اسلام کی خدمت پر کمربستہ ہوگا۔"

ان ہی بشارتوں کے مطابق سیدنا حضرت ناصر احمد صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خلافتِ ثالثہ کے مقام پر فائز ہوتے ہیں۔

اس طرح جہاں خدا تعالیٰ نے اپنے وعدوں کے مطابق جماعت احمدیہ میں خلافت علیٰ منہاج نبوت قائم فرمائی وہاں تینوں خلفاء کرام کے بارے میں بھی قبل از وقت بشارت دی تھی۔ (باقی)

سیکرٹریان مال توجہ فرمائیں!

حصہ آمد۔ درویش فنڈ۔ زکوٰۃ۔ نصرت جہاں ریزرو فنڈ

بعض سیکرٹریانِ مال مندرجہ بالا مدّات کی رقوم بھجواتے ہوئے تفصیل ارسال نہیں کرتے جس کی وجہ سے رقوم ادا کرنے والے دوستوں کے کھاتوں میں ان رقوم کا اندراج نہیں ہو سکتا اور اُن کے نام بقایا رہ جاتا ہے۔ اور جب انہیں بقایا کی اطلاع دی جاتی ہے تو انہیں شکوہ ہوتا ہے کہ اُن کا حساب درست نہیں۔

سیکرٹریانِ مال سے درخواست ہے کہ وہ ان مدّات کی رقوم بھجواتے ہوئے پوری تفصیل دفتر محاسب یا نظارت ہذا کو ارسال فرمایا کریں۔

ناظر بیت المال آمد قادیان

خلیفہ خدا بناتا ہے ..... بقیہ صفحہ (۹)

دریافت کرنی ہو وہ میرے پاس آئے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے خلیفہ بنا کر قوم کے مالوں کا امین مقرر فرمایا ہے اور اس کو تقسیم کرنے کا حق بخشا ہے۔"

(تاریخ عمر بن الخطاب ص۸۷)

گویا آپ کا بھی یہ دعویٰ تھا کہ آپ خدا تعالیٰ کی طرف سے خلیفہ مقرر کئے گئے ہیں۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:۔

"اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکرؓ کو خلیفہ مقرر فرمایا اور خدا تعالیٰ کی قسم میں نے ان کی پوری پوری اطاعت کی۔ میں نے نہ کبھی آپ کی نافرمانی کی اور نہ ہی آپ کو کبھی دھوکا دیا۔"

(بخاری کتاب ہجرۃ الحبشہ)

پھر فرماتے ہیں:۔

"میں اس ردائے خلافت کو ہرگز نہ اُتاروں گا جو اللہ تعالیٰ نے مجھے پہنائی ہے۔"

(طبری)

گویا آپ بھی اس بات کے قائل تھے کہ خلیفہ خدا ہی بناتا ہے۔

اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کے بعد سلسلۂ خلافت جاری ہوا تو خلفاء راشدین کی سنّت کے مطابق آپؑ کے خلفاء نے بھی اس بات کا اعلان کیا کہ خلیفے خدا تعالیٰ ہی بناتا ہے۔ کوئی شخص خلافت کی خواہش کر کے خلیفہ نہیں بن سکتا۔ خلیفہ وہی ہوگا جسے خدا بنانا چاہے گا۔ گو خلفاء کا انتخاب بظاہر مومنوں کے ذریعہ ہوتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا الہام لوگوں کے دلوں کو اصل حقدار کی طرف متوجہ کر دیتا ہے اور وہ اسے منتخب کر لیتے ہیں۔

چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

"میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مجھے بھی خدا ہی نے خلیفہ بنایا ہے جس طرح ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو اللہ تعالیٰ نے خلیفہ بنایا تھا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے مجھے خلیفہ بنایا ہے۔"

(بدر ۲۱ جنوری ۱۹۱۲ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

"خوب یاد رکھو کہ خلیفہ خدا بناتا ہے اور جھوٹا ہے وہ انسان جو کہتا ہے کہ خلیفہ انسانوں کا مقرر کردہ ہوتا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح مولوی نور الدین صاحب اپنی خلافت کے زمانہ میں متواتر اس مسئلہ پر زور دیتے رہے کہ خلیفہ خدا مقرر کرتا ہے نہ انسان۔ اور درحقیقت قرآن شریف کو غور سے مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک جگہ بھی خلافت کی نسبت انسانوں کی طرف نہیں کی گئی۔ بلکہ ہر قسم کے خلفاء کی نسبت اللہ تعالیٰ نے یہی فرمایا ہے کہ انہیں ہم بناتے ہیں۔"

(کون ہے جو خدا کے کام کو روک سکے ص۳)

بزرگانِ اسلام میں سے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی فرماتے ہیں:۔

"آیت لَیَسْتَخْلِفَنَّهُمْ کے معنے یہ ہیں کہ خدا تعالیٰ خلفاء کو مقرر کرتا ہے اور خدا تعالیٰ کے خلیفہ مقرر کرنے کی حقیقت یہ ہے کہ خدا تعالیٰ جو مدبّر السماوات والارض ہے اور لطیف لما یشاء ہے جب صلاحِ عالم کے لئے کسی خلیفہ کی ضرورت سمجھتا ہے تو لوگوں کے دلوں میں الہام ڈال دیتا ہے کہ وہ ایسے شخص کو خلیفہ منتخب کر لیں جسے خدا تعالیٰ خلیفہ بنانا چاہتا ہے۔"

ولادتیں

(۱)۔۔۔ مکرم شیخ محمود صاحب کو اللہ تعالیٰ نے ۵/۲/۷۲ کو لڑکی عطا فرمائی ہے۔ دعا فرمادیں اللہ تعالیٰ نومولودہ کو والدین کے لئے قرۃ العین بنائے آمین۔ اس خوشی میں مکرم عبدالصمد صاحب نے پانچ روپے شکرانہ فنڈ اور پانچ روپے بیت المال میں دئے ہیں۔

(۲)۔۔۔ ۱۵/۲/۷۲ کو مکرم انور صاحب کو اللہ تعالیٰ نے دوسرا لڑکا عطا فرمایا ہے۔ دعا فرمادیں اللہ تعالیٰ نومولود کو لمبی عمر دے اور دین کا خادم بنائے آمین۔ موصوف نے اس خوشی میں پانچ روپے شکرانہ فنڈ میں ادا فرمائے ہیں۔

خاکسار: [illegible] مقیم شموگہ۔

زکوٰۃ کی ادائیگی تزکیہ نفس کرتی اور اموال کو بڑھاتی ہے

پٹرول یا ڈیزل سے چلنے والے ٹرک یا کاروں

کے ہر قسم کے پرزہ جات آپ کو ہماری دکان سے مل سکتے ہیں۔ اگر آپ کو اپنے شہر یا کسی قریبی شہر سے کوئی پرزہ نہ مل سکے تو ہم سے طلب کریں۔

پتہ نوٹ فرمالیجئے

آٹو ٹریڈرز ۱۶ مینگو لین کلکتہ۔۱

AUTO TRADERS 16 MANGOE LANE CALCUTTA-1

فون نمبرز { 23—16522 / 23—5222 }

تار کا پتہ { "Autocentre" }

REGD. No. P. 67 PHONE No. 35

THE WEEKLY BADR QADIAN

KHILAFAT NUMBER.

جو مقاماتِ قرب تمہیں حاصل ہیں اگر انہیں قائم رکھنا چاہتے ہو

اور

رُوحانیت میں ترقی کرنا چاہتے ہو تو

خلیفۂ وقت کے دامن کو مضبوطی سے پکڑے رکھو

از سیدنا حضرتِ اقدس امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

"جو شخص وقت کے امام کو پہچانتا نہیں اور اس سے روگردانی کرتا ہے وہ اللہ کے حکم سے روگردانی کرنے والا ہے۔ پس اے میرے عزیز بھائیو! جو مقاماتِ قُرب تمہیں حاصل ہیں اگر اُنہیں قائم رکھنا چاہتے ہو اور رُوحانیت میں ترقی کرنا چاہتے ہو تو خلیفۂ وقت کے دامن کو مضبوطی سے پکڑے رکھنا۔ کیونکہ اگر یہ دامن چھوٹا تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن چھوٹ جائے گا۔ کیونکہ خلیفۂ وقت اپنی ذات میں کوئی شے نہیں۔ اُسے جو مقام بھی حاصل ہے وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیا ہوا مقام ہے۔ نہ اس میں اپنی کوئی طاقت نہ اس میں اپنا کوئی علم۔ پس اس شخص کو نہ دیکھو، اس کرسی کو دیکھو جس پر خدا اور اس کے رسول نے اس شخص کو بٹھا دیا ہے۔ اور جیسا کہ میں نے بتایا ہے جس خلافتِ راشدہ کے وقت میں جتنے زیادہ خلفاء اس دوسرے سلسلہ کے ہوں گے یعنی سلسلہ خلافت ائمہ کے جو مضبوطی کے ساتھ اس کے دامن کو پکڑے ہوئے ہوں گے اور جن کے سینہ میں وہی دل جو خلیفۂ وقت کے سینہ میں دھڑک رہا ہے دھڑک رہا ہوگا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوتِ قدسیہ اُن کو طاقت بخشتی رہے گی۔ آپ کے رُوحانی فیوض سے وہ حصہ لیتے رہیں گے، اتنا ہی زیادہ اسلام ترقی کرتا چلا جائے گا۔ اور دُنیا میں غالب آتا چلا جائے گا اور اللہ تعالیٰ کے انعامات اور اس کے فضلوں کو انسان حاصل کرتا چلا جائے گا۔ لیکن جو شخص خلافتِ راشدہ کے دامن کو چھوڑتا اور خلافتِ راشدہ کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتا ہے اس شخص پر خدا تعالیٰ اپنی حقارت کی نظر ڈالتا ہے۔ اور وہ اس کے غضب اور قہر کے نیچے آجاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ایسا سامان پیدا کرے کہ ہم میں استثنائی طور پر بھی کوئی ایسا بدقسمت پیدا نہ ہو۔"

(الفضل جلسہ سالانہ نمبر مورخہ ۲۱ دسمبر ۱۹۶۸ء)

نظامِ خلافت اور مسلمان بقیہ اداریہ صفحہ (۲)

مگر افسوس صد افسوس مسلمانوں نے نہ وقت کی نزاکت کو پہچانا اور نہ اپنے آقا و مطاع کی بات کو درخورِ اعتناء جانا۔ تب تقدیر کے نوشتوں نے ایک دوسرا رنگ دکھایا۔ اور مسلمانوں پر عبرتناک ابتلائی دور آئے اور ان کی زبوں حالی پہلے کی نسبت اور زیادہ بڑھ گئی۔ ان کے دیکھتے دیکھتے مغضوب قوم یہود کو غلبہ اور وقتی عروج بھی حاصل ہوا۔

اگر مسلمانوں کی آنکھیں کھلی ہوتیں اور قدرت کے اشارے سمجھنے کی کوشش کرتے تو وہ بسہولت اس بات کو سمجھ سکتے تھے کہ آج کے واضح ابتلائی حالات کے پیش آنے سے بہت عرصہ پہلے ترکیہ کی نام نہاد خلافت کے خاتمہ کے ذریعہ مسلمانوں کو خلافتِ حقہ کی طرف رجوع کرنے کا بیّن اور واضح اشارہ دیا جا چکا تھا کہ اب تم کو ایسی نام کی خلافت کی طرف مائل ہونے کی بجائے اس برحق خلافت کی تلاش اور جستجو میں لگ جانا چاہیئے جسے خدا نے امام مہدی کی جماعت میں خود اپنے ہاتھ سے قائم کیا۔

مگر افسوس کہ مسلمانوں نے اسلام کی اطاعت گذاری کی صحیح رُوح کا عملی مظاہرہ کرنے کی بجائے قدرت کا مقابلہ کیا۔ اور پھر ویسا پھل بھی پالیا۔ کہیں خلافت کمیٹی بنائی گئی۔ اس کے لئے چندے جمع کئے گئے۔ کہیں نامور علماء نے اس کی کامیابی کے لئے تحریک چلائی حتیٰ کہ بعض سیاسی لیڈروں سے بھی حمایت حاصل کرتے رہے۔ مگر پُورا زور لگانے کے باوجود ناکامی اور نامرادی کا ہی منہ دیکھنا پڑا۔ بھلا قدرت کا مقابلہ کس سے ممکن ہے۔ قرآن مجید تو صاف کہہ چکا تھا کہ منصبِ خلافت پر خدا ہی فائز کرتا ہے یہ کام کسی دوسرے کا نہیں کہ اس میں کامیاب ہوسکے۔ علماء کی بھرپور کوشش اور اس میں عبرتناک ناکامی نے قرآنی صداقت کو ایک بار پھر چمکا دیا۔ کاش علماء اس سے عبرت پکڑتے!!

اب تصویر کا دوسرا رُخ ملاحظہ فرمائیے:-

علماء کی اس عبرتناک ناکامی کے مقابلہ میں امام مہدی کی جماعت میں خدا تعالیٰ کے حکم سے قائم ہونے والی خلافت۔ اس کی کامیابیاں اور کامرانیاں ثابت شدہ حقیقت ہے۔ خدا تعالیٰ نے نہ صرف یہ کہ خلافتِ حقہ احمدیہ کو قیام و ثبات بخشا بلکہ اُسے دُنیا بھر میں کامیاب و کامران بنا کر بھی دکھا دیا ۱۹۰۸ء سے لیکر آج جون ۱۹۷۲ء ہے ۶۴ سال کوئی معمولی اور تھوڑا وقت نہیں۔ خدمت و اشاعتِ اسلام کے سلسلہ میں ایک طرف خلافتِ حقہ احمدیہ کی ۶۴ سالہ روشن اور تابناک تاریخ دنیا کے سامنے ہے اور دوسری طرف باقی دنیا کے تمام مسلمانوں کی محرومی، بے نصیبی، خستہ حالی اور بے وقعتی کی داستان سب کے سامنے عبرت اور موعظت کے سامان پیش کر رہی ہے—!!

جماعتِ احمدیہ کا یہ عملی کام دُنیا کے ہر مسلمان کو دعوتِ فکر دے رہا ہے۔ کہ آؤ اور اس رُوحانی جہاد میں شریک ہو جاؤ۔ جس کا جھنڈا جماعتِ احمدیہ ساری دُنیا میں لہرا رہی ہے۔ کب تک تم اپنے علماء کی باتوں پر کان دھرتے چلے جاؤ گے اور نقصان پر نقصان کرتے جاؤ گے۔ حالاتِ زمانہ سے سبق سیکھو۔ وقت کو پہچانو، اس کی قدر کرو۔ ان تغیّرات پر نظر کرو جو دُنیا میں بڑی تیزی کے ساتھ رونما ہو رہے ہیں اور زبانِ حال سے آواز دے رہے ہیں کہ ؎

اِسْمَعُوْا صَوْتَ السَّمَاءِ جَاءَ الْمَسِیْح جَاءَ الْمَسِیْح

نیز بشنو از زمیں آمد امامِ کامگار!

اب تم کو خلافتِ حقہ احمدیہ کی طرف ہی رجوع کرنا ہوگا۔ اُسی کے دامن سے وابستہ ہو کر رُوئے زمین پر اسلام اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا نہایت درجہ کامیابی و کامرانی کے ساتھ اکنافِ عالم میں لہرایا جا سکتا ہے۔ اور یہی عین اسلام ہے۔

"وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ
يُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ."
فَتَدَبَّرُوْا يَآ اُولِي الْاَلْبَابِ